اسلام کی خاتون اول
خدیجۃ الکبریٰ
سیدہ عابدہ نرجس
جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان

اسلام کی خاتون اول

خدیجۃ الکبریٰ ؑ

سیدہ عابدہ نرجس

جامعہ تعلیمات اسلامی پاکستان
پوسٹ بکس ۵۴۲۵ - کراچی - پاکستان

نام کتاب ---------------- خدیجۃ الکبریٰؑ

تالیف ---------------- سیدہ عابدہ نرجسؔ

کمپوزنگ ---------------- عمار پرنٹرز کراچی

طبع اول ---------------- ۲۰۰۱ء

مطبع ---------------- عمار پرنٹرز کراچی

وَوَجَدَكَ عَائِلاً فَاَغْنٰی۔ (سورۃ والضحیٰ آیت ۸)

"ہم نے آپ کو تنگدست پایا تو غنی کر دیا۔"

"اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص منشاء اور
تصرف کے ماتحت خدیجہؓ جیسی پاکباز اور
غمگسار خاتون کو رسول اللہؐ کیلئے چنا تھا۔"

(عباس محمود عقاد)

بنام خدائے بیاں آفریں

نذر قارئین

یہ سلسلہء کتب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کا مقصد اس مقدس سلسلہء رشد و ہدایت اور عظیم جہد مسلسل کو عام فہم انداز میں پیش کرنا ہے جو خدائے بزرگ و برتر کی جانب سے دین اسلام کی اشاعت و بقا کے لئے عالم نسواں میں سے منتخب کیا گیا تھا۔ اس کی پہلی فرد فرید دین اسلام کی خاتون اول ملیکۃ العرب جناب خدیجۃ الکبریٰ ہیں۔

سورۂ ضحیٰ میں ارشاد خداوندی ہے :

ووجدك عائلا فاغنى.

ہم نے آپ کو تنگدست پایا تو غنی کردیا۔ (آیت ۸)

تقریباً سبھی مفسرین نے اس آیہ مبارکہ کو جناب خدیجہؑ سلام اللہ علیہا کے معاشرتی اور معاشی مقام و مرتبے سے منسوب کیا ہے۔ گویا اس آیہ مبارکہ کی رو سے یہ "قرآن السعدین" اور سنجوگ خود خدائے بزرگ و برتر کی جانب سے تھا اسی لئے بہترین اور ہر لحاظ سے مکمل و ہم آہنگ تھا۔ شہنشاہ کائنات کے ساتھ ملیکۃ العرب ہی جچتی تھیں۔ حضور ختمی مرتبتؐ کے ساتھ بڑے مرتوں والی سیدۂ قریش ہی سجتی تھیں۔

یہ حسن صورت اور عظمت کردار کا ایسا سنگم تھا جو بے مثل و بے نظیر تھا کیونکہ اسی گھر سے رسالت کا خورشید خاور طلوع ہونے والا تھا اور یہی گھر امامت کا گھوارا بننے والا تھا۔ اسی لئے رب کائنات نے اس بیت الشرف کے لئے ایک ایسی ہمہ صفت موصوف خاتون کا انتخاب کیا جو رسول مقبولؐ کی حیات مبارکہ کے مختلف اہم ادوار میں ان کی شریک حیات ہونے کی بہترین صلاحیت

رکھتی تھیں۔

جناب خدیجہؑ نے رسول اللہؐ کے لئے نسوانی فطرت کو تسخیر کرلیا تھا۔ پرآسائش زندگی ظاہری زیبائش اور اپنا سب کچھ رسول اللہؐ کے مبارک قدموں پر نچھاور کر کے رسول اللہؐ کو اس طرح دل و جان سے اپنا لیا تھا کہ اپنی ازدواجی زندگی کے پچیس سالوں میں وہ رسول اللہؐ سے کبھی علیحدہ معلوم نہیں ہوئیں۔

تحریک اسلام کی مالی پشت پناہی کے لئے خدائے بزرگ و برتر نے خدیجہؑ کے خزانوں کو چنا تھا تو خدیجہؑ نے بھی اس عنایت ربانی کا شکر اس طرح ادا کیا کہ اپنے خزانے رسول اللہؐ کے نام ہبہ کر کے یہ اطمینان حاصل کرلیا کہ اپنی عظیم جدوجہد میں وہ مالی تفکرات سے یکسر بے نیاز ہوگئے ہیں۔

اب اسلام کی پناہ میں آجانے والوں کو مالی تحفظ فراہم ہوتا — غلاموں کو آزاد کیا جاتا — قبول اسلام کے عوض لوگوں کے بڑے بڑے قرضے معاف ہوئے اور شعب ابی طالبؑ میں بنی ہاشم کے جسم و جاں کا رشتہ برقرار رکھنے کو روپیہ پانی کی طرح

بہتا تو جناب خدیجہؑ کے ادائے شکر میں اور اضافہ ہو جاتا۔
جناب خدیجہؑ کی اسی ادائے بندگی کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت اعزاز و اکرام عطا کیا جب فدک کی جائیداد ان کی بیٹی فاطمہؑ کے نام ہبہ کر دینے کا حکم سورۂ روم میں آیا۔ انتالیسویں آیت اتری : ''قرابت داروں کو ان کا حق دیدو۔''
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بعد فاطمہ زہرؑا سلام اللہ علیہا کے لئے وثیقہ لکھ دیا۔ یہ جناب خدیجہؑ کی دین اسلام کے لئے مالی اعانت کا ناقابل تردید قرآنی ثبوت ہے۔
حضرت خدیجہؑ ـــــ رسول مقبولؐ کی سب سے پہلی تصدیق کرنے والی ـــــ تبلیغ دین کی جدوجہد میں ان کی مالی و اخلاقی پشت پناہ اور ان کے لئے گھر کو ایک ایسی جنت بنا دینے والی تھیں، جہاں وہ اپنی عظیم جدوجہد کے دنوں میں آسودگی کا سانس لیکر آنے والے دنوں کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔
پچیس سال کی مدت ایک طویل عرصہ ہے۔ یہی دور تبلیغ اسلام میں شدید مشکلات کا دور بھی ہے۔ اس دور میں جناب خدیجہؑ

کی رفاقت قدم قدم پر رسول اللہؐ کے لئے سہارا بنی۔ اس کے ساتھ ساتھ خدیجہؑ اپنا اہم ترین فطری فریضہ بہ تمام و کمال نباہتی رہیں۔ وہ اپنی بیٹی فاطمہؑ کی صورت میں ایک ایسا مکمل نسوانی پیکر تراشنے میں ہمہ تن مشغول رہیں — جو نہ صرف دین اسلام میں جہاں نسوانیت کے لئے پیروی کا ایک مکمل و اکمل نمونہ ہو — بلکہ ان کی تربیت، ان کی محبت، ان کی وفا — ان کے بعد ان کی بیٹی فاطمہؑ کی صورت میں رسول اللہؐ کے ہمراہ رہے اور ان کی تقویت کا باعث بنے۔

جناب خدیجہؑ کی یہ تربیت فاطمہؑ اور پھر ان کی نواسی زینبؑ کی صورت میں مجسم ہو کر تحفظ دین مبین کے لئے اس وقت سرگرم عمل اور قربانیاں دیتی ہوئی نظر آتی ہے۔ جب دین اسلام پر سب سے کڑا وقت تھا — کیونکہ خدیجہؑ نے رسول اللہؐ کی حیات میں جذب ہو کر انہیں اس طرح اپنایا تھا کہ ان کے کار رسالت میں خدیجہؑ کی شرکت آنے والے زمانوں میں بھی ان کے ہونے کا احساس دلاتی رہتی ہے۔

جناب خدیجہؑ کی عظمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ خود حضور سرور کائناتؐ نے خدیجہؑ کی زندگی میں کسی اور جانب التفات نہیں کیا اور خدیجہؑ کے بعد خدیجہؑ کی یاد ہمیشہ ان کی شریک زندگی رہی۔

زیر نگاہ سلسلہ کتب میں سعی کی گئی ہے کہ خانوادۂ رسالت کی باعظمت بیبیوں کے روشن کردار کی ایک فروزاں جھلک قارئین کے سامنے پیش کی جائے جو ایک تسلسل کے ساتھ دین کی اشاعت و تحفظ، جدوجہد اور بقاء میں حضور ختمی مرتبت اور ائمہ طاہرینؑ کے ہمراہ پوری آب و تاب کے ساتھ ان کی اور اسلام کی تقویت کا سبب رہا ہے۔

ان مقدس ہستیوں کی لفظی تصویر بنانے میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ ان کے خدوخال ان روایات سے ابھارے جائیں جو مستند اور ان کے شایان شان ہیں۔ اس کتاب کا طرز بیان افسانوی ضرور ہے لیکن اس کے مندرجات میں کسی طرح کی کوئی افسانوی آمیزش نہیں ـــــ بلکہ اس امر کو خصوصی طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے

کہ ان مقدس ہستیوں کے کرداروں کی آپس کی گفتگو میں بھی وہی الفاظ استعمال کئے جائیں — جو روایات میں موجود اور مستند ہیں۔ امید ہے — خواتین کے اس مقدس سلسلے کا تذکرہ قارئین کے دلوں میں بھی نور کے نقطے لگائے گا جن کے کارہائے نمایاں تاریخ اسلام میں نور کے لفظوں سے لکھے ہوئے ہیں۔

سیدہ عابدہ نرجس

(لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیائے عرب کا نگینہ شہر "مکہ" —— ریتیلے صحراؤں کے بیچ کسی نخلستان کی طرح کھلا ہوا یہ چھوٹا سا شہر جزیرہ نمائے عرب کا دھڑکتا ہوا دل تھا۔ اس بے آب و گیاہ دھرتی کو مرکزیت اسی وقت حاصل ہو گئی تھی۔ جب خدا کے اولوالعزم نبی ابراہیم علیہ السلام کی چشم انتخاب نے اسے شرف عطا کیا تھا اور اسے اپنی پاکدامن زوجہ ہاجرہؑ اور شیر خوار بچے اسمٰعیلؑ کا امین بنایا تھا۔

اس خشک اور ریتیلے صحرا نے ان کی تواضع اس طرح سے کی کہ ننھے بچے کے قدموں سے میٹھے پانی کا چشمہ ابل پڑا اور گردو پیش شادابی اور ہریالی عام ہوگئی۔ قبیلوں نے اسے مسکن بنایا اور جیسے جیسے وہ ننھا بچہ پروان چڑھا اسے قبیلوں کا سردار مان لیا گیا—

پھر ابراہیم علیہ السلام نے ایک عرصے بعد اس ارضِ امین پر قدم رکھا اور یہ دیکھ کر مسرور ہوئے کہ اس خطہء ارضی نے ان کی امانتوں کا تحفظ کیا ہے اور انہیں اپنا سردار مان لیا ہے۔ ابراہیمؑ سجدۂ شکر بجالائے تو بارگاہ ایزدی سے ایک ایسی فرمائش ہوئی جو کبھی کسی نبی سے نہیں کی گئی تھی۔ لامکاں نے اپنے لئے ایک مکان کی بنیاد ڈالنے کا حکم دیا— ابراہیمؑ نے نوجوان بیٹے کے ہمراہ اس گھر کی بنیادیں اٹھائیں اور اس کچے گھر کے تعمیر ہوتے ہی شہر مکہ— شہروں میں ایسا شہر ٹھہرا— جہاں ایک گھر خالق کائنات سے بھی منسوب تھا۔ اسی بیت اللہ کی بدولت اس شہر کو دنیا کے سارے شہروں میں مرکزیت حاصل ہوگئی۔

لوگ دور دراز علاقوں سے خدا کے اس گھر کی زیارت کو

آتے اور مناسک حج ادا کرتے ــــ لوگوں کے اجتماع کی وجہ سے ہر سال ایک بڑا میلا منعقد ہوتا ــــ جسے عکاظ کا نام دیا جاتا ــــ اس مشہور میلے کا انتظار سال بھر کیا جاتا اور ہر طرح کی خرید و فروخت ہوتی ــــ

مکے کے مضافات میں یہودی قبیلے آباد ہو گئے تھے جو علم و حکمت میں بڑی دسترس رکھتے تھے۔ ان میں سے اکثر کاہن اور جوتشی تھے جو ستاروں کے حساب اور اپنی قدیم پوتھیوں سے مستقبل کے بارے میں پیش گوئیاں کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ عرب ان دنوں حد درجہ ضعیف الاعتقاد تھے۔ جب بھی انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی ــــ کسی نئے کام کا بیڑا اٹھانا ہوتا ــــ تو وہ ان کاہنوں کی طرف رجوع کرتے اور ان ہی کے مشورے سے اگلا قدم اٹھاتے ــــ

ان ہی کاہنوں میں سے کوئی مکے کی گلیوں میں نکل آتا ــــ تو لوگ اسے ٹھہرا کر اپنی قسمت کا حال پوچھتے ــــ اسے کوئی پیشگوئی کرنے کیلئے کہتے یا کوئی مشورہ لے لیتے اور ان ہی خوش فہمیوں میں مستقبل کے مناظر کو محدود کر کے خود کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ــــ

ایسا ہی ایک یہودی کاہن کھجوروں کے ایک سرسبز باغ کے قریب سے گزرا۔ تو چمن میں نشست جمائے مکہ کے اونچے گھرانوں کی نازک اندام حسین و جمیل دوشیزاؤں نے اسے پہچان لیا۔ سبھی کے دل میں سہانے مستقبل کو جاننے کی امنگ جاگی — جو ایک سربستہ راز کی طرح بڑا ہی پراسرار اور تحیر انگیز معلوم ہوتا تھا۔ دوشیزگی کے پر بہار دنوں میں مستقبل کے ساتھ جو تمنائیں اور ارمان وابستہ ہوتے ہیں، انہوں نے کسی کے شوخ انجان دل میں ہلچل سی مچادی— تو وہ دوسری مہ جبینوں سے مخاطب ہوئی:

"دیکھو— دیکھو—! وہ یہودی کاہن اپنی دھن میں مگن چلا جاتا ہے— کسی کنیز کو بھیج کر اس کو بلوالیں تو کیسا لطف آئے"—

"ہاں — ہاں —! ان بڑے میاں کی تو بڑی شہرت ہے"— ایک اور حسینہ نے اسے پہچان کر کہا— "ذرا ہم بھی تو دیکھیں کہ حضرت کتنے پانی میں ہیں— سنا ہے ستاروں کا حساب کتاب خوب جانتے ہیں"—

"تو پھر بلاؤ نا اس کو ذرا ہم بھی تو اپنے ستاروں کا حال چال

پوچھیں"— ایک شوخ حسینہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں — ہاں — ! بلاؤ اس کو— ذرا ہم بھی جان لیں کہ مستقبل نے اپنے پردے میں ہمارے لئے کیا چھپا رکھا ہے — ؟" ایک کھوئی کھوئی سی آنکھوں والی لڑکی نے کہا۔

"خدیجہؓ تم بھی تو بولو — تم کیوں مہر بہ لب ہو — ؟" میزبان دوشیزہ نے ایک جانب خاموش بیٹھی ہوئی مکے کی رئیس خاتون خدیجہؓ بنت خویلد کو مخاطب کیا۔

خدیجہؓ کے دلکش لبوں پر ایک نرم مسکراہٹ عکس ریز ہوئی اور وہ متانت سے بولیں: "اگر تم اس کاہن کو بلانا چاہتی ہو — تو ضرور بلاؤ— اس کے لئے تمہیں میری تائید کی ضرورت کیوں ہے — ؟"

"کیوں — ! کیا تم اس سے اپنے مستقبل کے بارے میں کچھ نہیں پوچھنا چاہتیں — ؟" ایک نٹ کھٹ دوشیزہ نے اٹھلا کر کہا۔

"ان کاہنوں کے قیافے اور اندازے میرے نزدیک اعتبار

کے قابل نہیں — میں اپنا مستقبل خود بناؤں گی — اگر اللہ نے چاہا تو — مجھے اس کے لئے کسی پیش گوئی یا قیافے کا سہارا درکار نہیں" — خدیجہؓ نے سنجیدگی سے قطعی لہجے میں جواب دیا۔

"ہاں بھئی —! تمہیں کسی سہارے کی کیا ضرورت ہے — تم خود مختار ہو — عورت ہو کر بھی ملکہء تجار ہو — پورے مکے میں تمہارا کوئی ثانی نہیں — مکہ کے سارے سرکردہ لوگ تو تمہارے در سے آس لگائے بیٹھے ہیں۔"

"اوہو —! تم باتوں میں لگی رہنا اور وہ کاہن آگے نکل جائے گا" — کسی نے بات درمیان سے کاٹ کر شور مچایا — تو میزبان خاتون نے ایک کنیز کو دوڑایا کہ وہ کاہن کو بلا لائے۔

کنیز تھوڑی ہی دیر میں پھولے ہوئے سانسوں کے ساتھ واپس آئی اور بتایا کہ کاہن اس کے پیچھے پیچھے چلا آتا ہے — وہ چمن کے دروازے تک آیا — تو حسین ماہ جبین دوشیزاؤں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا — لیکن خدیجہؓ اپنی نشست پر وقار و تمکنت سے بیٹھی رہیں اور عرب کی عالی مرتبہ خواتین کی طرح نقاب پہن لیا۔

یہودی کاہن اپنی سفید دراز ریش میں انگلیوں سے کنگھی کرتا ہوا آکر ایک نشست پر بیٹھ گیا، اس نے حسینوں کے جھرمٹ پر ایک گہری نگاہ ڈالی— پھر کسی کا نرم و نازک ہاتھ دیکھا— کسی کا خط پیشانی پڑھا— کسی کے دلربا چہرے سے قیافہ لگایا اور کسی کے ستاروں کی چال کا مشاہدہ کر کے ہر ایک کو بتانے لگا کہ تقدیر نے اس کے لئے پردۂ غیب میں کیا چھپا رکھا ہے؟ مستقبل کے دامن میں ان کے لئے کونسی سوغات پوشیدہ ہے؟ آنے والے زمانوں میں ان کے ارمانوں کی تسکین کے لئے کیا کیا اسباب مہیا ہیں۔

ان دوشیزاؤں کو ان کی تقدیر کا حال بتاتے ہوئے اس کی نگاہ بار بار اس جانب اٹھتی تھی جہاں خدیجہؓ بنت خویلد تمکنت و وقار کی تصویر بنیں ماحول سے قدرے لاتعلق سی بیٹھی تھیں۔ انہوں نے نہ کوئی سوال کیا تھا اور نہ ہی اپنی ہتھیلی کو اس کے سامنے پھیلا کر تقدیر کی سمت ہی معلوم کی تھی۔

خاصی دیر بعد جب کاہن تمام لڑکیوں کو مطمئن کر چکا تو

میزبان خاتون سے مخاطب ہوا: "خاتون محترم! اگر بارِ خاطر نہ ہو ۔۔ تو کیا میں پوچھا سکتا ہوں کہ وہ دوشیزہ کون ہے جو اس طرح بے نیاز بیٹھی ہے جیسے اسے کچھ پوچھنے کی احتیاج ہی نہیں ۔۔؟"

"ہاں اے بزرگ ۔۔! ہماری یہ سہیلی ۔۔ کاہنوں اور جوتشیوں پر یقین نہیں رکھتی" ۔۔

"تمہیں تو علم ہوگا کہ دین ابراہیمؑ والے خدا پر بھروسہ رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں" ۔۔ ایک لڑکی نے وضاحت کی۔

"اگر آپ گستاخی نہ سمجھیں ۔۔ تو کیا میں ان محترم خاتون کا نام نامی معلوم کر سکتا ہوں" ۔۔ کاہن نے محتاط سے لہجے میں استفسار کیا۔

"ہاں ۔۔ ہاں کیوں نہیں ۔۔! ہماری معزز دوست کے نام سے کون واقف نہیں ۔۔؟ یہ ملیکۃ العرب خدیجہؓ بنت خویلد ہیں" ۔۔ میزبان خاتون کے لہجے میں تفاخر کا انداز تھا۔

"اچھا ۔۔! تو آپ ہیں ملیکۃ العرب خدیجہ بنت خویلد ۔۔ ان کا نام مکے میں بھلا کس نے نہیں سنا ۔۔ ہم تو انہیں طاہرہ اور

عذرا کے لقب سے بھی جانتے ہیں — مادر عیسیٰ مریمؑ بنت عمران کے بعد یہی تو ہیں جو ان القاب سے ملقب ہوئی ہیں" — کاہن نے خوشگوار حیرت سے بے ساختہ کہا۔

"اور کیا —! ہماری بہن خدیجہؓ ہے بھی تو ایسی پاکیزہ صفت، بلند کردار اور اعلیٰ مرتبے والی" — قریب بیٹھی ہوئی ایک دوشیزہ نے خدیجہؓ کا بازو چھو کر فخر سے کہا — "سارے مکے میں کوئی اس کی ہمسری کا دعویٰ تو کرے" —

"سارا مکہ کیا —! سارے عالم میں ان کی ہمسری کسی کے بس کی بات بھی نہیں — یہ عالی مرتبت دوشیزہ بڑی بخت آور اور خوش نصیب ہے — اس کی چمکتی ہوئی پیشانی سے ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ عنقریب ایسے شرف سے مشرف ہونے والی ہے کہ زنانِ عالم اس پر رشک کریں گی" — کاہن کے ایک ایک لفظ میں تاثیر اور سچائی کی کھنک تھی۔

"اچھا —؟؟؟ کیا واقعی —!!!" سب کے ہونٹوں سے بیساختہ نکلا۔

مشتاق آنکھوں میں تجسّس نے کروٹ لی — بیتابی ہونٹوں پر سوال بن کر مچلی — "اے بزرگ —! جتنی جلد ممکن ہو ہمیں یہ خوشخبری سنادو" —

"ہاں اے کاہن —! ہمیں جلد بتاؤ کہ مستقبل میں کونسی نوید خدیجہؓ کی منتظر ہے؟ خدیجہؓ ہماری بہن اور عزیز سہیلی ہے — اس کا شرف ہمارے لئے فخر و مباہات کا باعث ہوگا" — کسی نے رشک آمیز حیرت کے ساتھ سب کے دل کی بات کو زبان دیدی۔

خدیجہؓ کی سوالیہ نگاہ کاہن کے چہرے کی جانب گئی لیکن لبوں نے کوئی استفسار نہیں کیا — کاہن کو اپنے علم و مہارت کی دھاک بٹھانی تھی، اس نے بردباری سے سر اٹھایا اور ایک ایک لفظ تول کر بولا: "معزز خواتین —! میں ستاروں کے علم سے ہی واقف نہیں ہوں — میں آسمانی صحیفوں، قدیم لوحوں اور پرانے تذکروں کا بھی عالم ہوں۔ میں پورے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ملیکۃ العرب خدیجہؓ بہت جلد ایک ایسی شخصیت کی زندگی میں شریک ہونے والی ہیں جو بے مثل و بے نظیر ہے — جس کا ذکر

آسمانی صحیفوں میں موجود ہے — جس کے بارے میں نبیوں نے پیش گوئیاں کی ہیں اور جس کی آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے دی ہے — اس کے جیسا نہ کوئی ہے — نہ ہوگا" —

خدیجہؓ بھی لمحے بھر کو چونک سی گئیں، لیکن پھر بھی اسی وقار سے خاموش بیٹھی رہیں۔ ان کی ہم نشینوں نے رشک و حسد سے ملی جلی نگاہوں سے ان کی طرف دیکھا اور شکووں سے لبریز شریر لہجوں میں کہا: "اچھا تو خدیجہؓ — یہ بات ہے — اسی لئے تو تمہاری نگاہ میں کوئی جچتا ہی نہیں — مکے کے سبھی نامور تمہاری دہلیز سے نامراد لوٹے ہیں — کچھ تو بتاؤ کہ آخر وہ کون ہے جسے یہ کاہن بے مثل و بے نظیر کہہ رہا ہے —؟"

خدیجہؓ کے دلنشیں چہرے پر حجاب کا گلابی رنگ اترا اور ایک شادکام مسکراہٹ ان کے نقاب میں چھپی کی چھپی رہ گئی۔

خدیجہؓ بنت خویلد — خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کی بیٹی تھیں۔ خویلد کا انتقال فجار کی مشہور لڑائی کے دن ہوا تھا — خدیجہؓ کے چچا نوفل بن اسد اور عمرو بن اسد نے انہیں میراث میں ملنے والا روپیہ تجارت میں لگادیا اور دیانتداری سے انکا حصہ محفوظ کرتے رہے۔

جب خدیجہؓ سن شعور کو پہنچیں تو انہوں نے اپنی خداداد صلاحیت اور حسن معاملہ سے تمام انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور بڑی کامیابی سے تجارت کرنے لگیں۔ ان کے کاروان تجارت سارا سال حرکت میں رہتے تھے۔ جب وہ سفر کرتیں تو بے شمار کنیزیں

ان کے جلو میں ہوتیں اور ریشمی زرنگار خیمے سونے کے کھونٹوں سے باندھے جاتے—

خدیجہؓ کے دل میں بھی کاہن کی باتوں سے ہلچل سی بپا ہوئی تھی۔ ان کی پاکیزہ فطرت اور بلند کردار مال دنیا سے زیادہ کردار و اخلاق کا طلبگار تھا۔ جو عالم عرب میں کم ہی نظر آتا تھا۔ ہر طرف بد فطرتی، خامیاں اور عیب تھے جو دولت و امارت کی نشانی سمجھے جاتے تھے۔ اسی لئے خدیجہؓ کی نگاہ میں کوئی نہیں جچتا تھا۔ یہاں تک کہ ان کی عمر اٹھائیس برس کے لگ بھگ ہوگئی۔ حالانکہ عربوں میں لڑکیوں کی شادیاں اس عمر سے بہت پہلے ہوجاتی تھیں لیکن خدیجہؓ کے لئے کسی یا عیب کو قبول کرنا ممکن ہی نہیں تھا۔ وہ تنہائی میں کبھی کبھی کاہن کے کہے ہوئے لفظوں کو سوچتیں تو دل کے نہاں خانوں میں یہ آرزو چپکے چپکے پھلنے پھولنے لگتی کہ کاش! کاہن کی کہی ہوئی باتیں سچ ہوجائیں۔

خدیجہؓ کے تجارتی کاروان کے ہمراہ جانے اور اس میں اپنا مال لگانے کا ہر کوئی خواہش مند رہتا تھا کیونکہ یہ منافع کا سودا ہوتا

تھا اور خدیجہؓ ہر ایک کو اس کا حق دینے میں عدل و انصاف سے کام لیتی تھیں۔ کارواں روانہ ہونے سے پہلے لوگ خدیجہؓ کے معتمد غلام میسرہ کے پاس سفارشیں بھیجتے کہ وہ خدیجہؓ سے کہہ کر انہیں کاروان تجارت کا نگراں مقرر کروادیں۔ میسرہ جس کو مناسب سمجھتا اس کی سفارش بھی کردیتا ــــ اس کی رائے عموماً صائب ہوتی تھی ــــ اس لئے خدیجہؓ اسے اہمیت دیتی تھیں۔

ایک مرتبہ جب کاروان تجارت کی روانگی میں کچھ ہی وقت باقی تھا ــــ میسرہ نے خدیجہؓ سے کہا: ''میں آپ کی خدمت میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں ــــ اگر آپ اجازت مرحمت فرمائیں تو ــــ؟؟؟''

خدیجہؓ نے ایک بردبار نگاہ سے اذن دیا ــــ تو وہ مودب لہجے میں گویا ہوا: ''مالکن! ان دنوں بنو ہاشم کے چشم و چراغ محمدؐ ابن عبداللہ کی خوش معاملگی کی ہر طرف دھوم ہے، وہ جس قافلے کے ہمراہ جاتے ہیں کامیابی و کامرانی اس کا مقدر بن جاتی ہے، وہ دیانتدار اور صاحبِ کردار ہیں۔ اگر ہم اپنے اس قافلے کی نگرانی ان

کے سپرد کردیں تو آپ کے خیال میں کیسا رہے گا۔؟"

"محمدؐ ابن عبداللہ ۔ ؟؟" خدیجہؓ نے کچھ سوچا۔ "کیا یہ وہی محمدؐ تو نہیں جن کے سرپرست ان کے چچا شیخ البطحا، بیضتہ البلد ابوطالبؑ ہیں"۔

"آپ نے صحیح پہچانا۔ اور پھر محمدؐ سے مکے میں کون ہے جو واقف نہیں۔ ان سے قبل یہ نام کبھی کسی کا نہیں تھا۔ اور وہ خود اتنے خوش اطوار، دانشمند، سچے اور دیانتدار ہیں کہ اب تو مکے میں سب انہیں صادق اور امین ہی پکارتے ہیں"۔ میسرہ نے اپنے لہجے میں زور پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہ طے ہے کہ اس مرتبہ ہمارے کاروان تجارت کی نگرانی وہ کرے گا جو صادق بھی ہے اور امین بھی۔ تم ان سے بات کر کے ضروری معاملات طے کرلو"۔ خدیجہؓ نے اجازت دے دی۔

میسرہ نے مکے کے صادق و امین سے معاملات تجارت طے کیے۔ بات بن گئی۔ کارواں ان کی نگرانی میں روانہ ہوا۔

تو میسرہ بھی حسب معمول ساتھ تھا۔ کئی ہفتوں بعد واپسی ہوئی تو کاروان تجارت اس طرح مالامال واپس آیا کہ مکے میں اس کی دھوم مچ گئی۔ میسرہ اس کامیابی پر بے حد خوش اور مسرور تھا۔ وہ جوش و سرخوشی سے سرشار خدیجہؓ کی خدمت میں پہنچا اور روداد سفر کہنے لگا: "مالکن! ہمارا انتخاب بہترین تھا— محمدؐ ابن عبداللہ تو معاملات میں ترازو کے تول کھرے ہیں— ان کی عادات اتنی دلپذیر ہیں کہ چھوٹے بڑے سب ان کے گرویدہ تھے— انہوں نے سارے قافلے کو ایک بڑے کنبے میں ڈھال دیا تھا— تمام سفر میں کوئی اختلاف یا بدمزگی پیدا نہیں ہوئی— وہ تو غلام اور آقا میں کوئی فرق ہی روا نہیں رکھتے— سب کے ساتھ برابر کا سلوک کرتے ہیں"—

اس نے قدرے توقف کیا، تھوڑا ہچکچایا— اور پھر محتاط سے لہجے میں بولا: "اس کے علاوہ بھی میں نے کچھ ایسی باتیں دیکھی ہیں— جو کبھی ہمارے مشاہدے میں نہیں آئیں"—

خدیجہؓ نے اس کی بات پر غور کیا اور بولیں: "ہاں کہو—!

ایسی کیا غیر معمولی باتیں ہیں ـــ؟"

"میں قسم کھا کر کہتا ہوں مالکہ کہ ان کے ہمراہ سفر کرنا ایک نہایت ہی خوشگوار تجربہ ہے ـــ ہم جہاں جہاں سے گزرے سبزے، شادابی اور نخلستانوں نے ہمارا استقبال کیا ـــ راہ میں نہ کوئی بیمار ہوا نہ کسی جانور نے اڑی کی ـــ ہم جہاں اترے وہاں ایسی مہمان نوازی ہوئی کہ ہم حیران رہ گئے ـــ ان کی وجہ سے صحراؤں کا سفر ـــ سیر گلستان ہو گیا تھا ـــ میں نے ریگستانوں میں ابر کو موتی لٹاتے اور باد صبا کو اٹھکھیلیاں کرتے دیکھا ہے" ـــ

"تم تو شاعری کرنے لگے میسرہ ـــ! مبالغے سے کام مت لو" ـــ خدیجہ نے میسرہ کو ٹوکا۔

"یہ شاعری نہیں ـــ حقیقت ہے ـــ بلکہ حقیقت سے کہیں کم ہے ـــ مبالغے کی حدود تو بہت بعد میں شروع ہوتی ہیں ـــ میرے پاس تو وہ الفاظ ہی نہیں کہ میں وہ سب کچھ بیان کر سکوں جو میں نے دیکھا ہے" ـــ میسرہ نے عجز کا اظہار کیا۔

"تو پھر ٹھیک ہے ـــ اگر ہمیں محمدؐ ابن عبداللہ جیسا

بہترین نگران تجارت میسر آگیا ہے— تو ہمیں کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہیں— تم انہیں اس بات کی اطلاع دے دو کہ وہ مستقلاً ہمارے کاروانوں کے نگران ہوں گے"— خدیجہؓ نے پروقار لہجے میں کہا۔

"ملیکۃ العرب —! آپ کا فیصلہ بے حد دانشمندانہ ہے"— میسرہ نے خوش ہو کر کہا۔

"تم اسی وقت ان کے پاس چلے جاؤ اور ان کی جو بھی شرائط ہوں ان پر معاملات طے کرلو"— خدیجہؓ نے تمکنت سے کہا اور کسی گہری سوچ میں ڈوب گئیں۔

محمدؐ ابن عبداللہ نے پیشکش قبول کرلی اور خدیجہؓ کے کاروان تجارت کی نگرانی کرنے لگے۔ ملیکۃ العرب کے مال میں اور بھی وسعت وکشائش پیدا ہوئی— ہر بار جب قافلہ واپس آتا— تو ہمراہ جانے والے محمدؐ ابن عبداللہ کے قصیدے کہتے ہوئے واپس آتے— ہر طرف انہی کا تذکرہ ہوتا— ہر زبان پر ان ہی کی مدح سنائی دیتی—

کوئی ان کی خوش معاملگی کی تعریف کرتا، کوئی ان کے عمدہ اخلاق کی توصیف کرتا ــــ کسی کو ان کی خوشگوار رفاقت باربار یاد آتی ــــ

یہ غیر معمولی تذکرہ ہائے شیریں خدیجہؓ کے لئے بھی انوکھے اور لائق التفات تھے۔ کبھی کبھی تنہائیوں کو کاہن کے نرالے لفظ روشن کردیتے تو خدیجہؓ کے دلنشیں چہرے پر طمانیت کے رنگ بکھر جاتے ــــ تصورات میں کسی دھندلی سی تصویر کے خدوخال نکھرنے لگتے ــــ دل میں امنڈتی امنگوں میں کوئی صورت جھلکنے لگتی اور خدیجہؓ سر جھکا کر اس عکس جمیل کے جلوے سمیٹنے لگتیں ــــ جو کہیں بہت قریب آئینہ خیال کو ہر بار اجال دیتا تھا۔

ایک مرتبہ خدیجہؓ کے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل ملنے کے لئے آئے ـــ ان کا مرتبہ بلند تھا اور اہل مکہ میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ـــ وہ خدیجہؓ کے خیر خواہ اور مخلص تھے اور اکثر خدیجہؓ پر زور دیتے تھے کہ انہیں اپنی زندگی کے بارے میں کوئی فیصلہ جلد کر لینا چاہئے ـــ جب بھی کوئی رئیس یا امیر خدیجہؓ کے لئے پیام دیتا ـــ تو ورقہ ہی اسے خدیجہؓ تک پہنچاتے تھے ـــ لیکن خدیجہؓ ہر پیام مسترد کر دیتی تھیں۔

اس روز بھی ورقہ نے پھر اسی موضوع گفتگو کو چھیڑا ـــ

"خدیجہؓ ـــ! ہم سب اہل خاندان تمہاری جانب سے بہت فکر مند

رہتے ہیں — اہل مکہ میں سے تقریباً سب ہی سرکردہ معزز رئیسوں نے تمہارے لئے پیغام دیا ہے — لیکن تم نے کسی جانب التفات نہیں کیا — کیا تمہیں اپنے مستقبل کی کوئی فکر نہیں —؟ آخر تم کوئی فیصلہ کیوں نہیں کرلیتیں —؟ تمہاری عمر ان حدود سے آگے نکل گئی ہے جس میں لڑکیوں کی شادیاں عموماً ہو جانی چاہئیں" —

"یا اخی —! میرے لئے کسی فیصلے پر پہنچنا مشکل ہی نہیں — ناممکن ہے — میں نے اوصاف و کردار کو معیار بنایا ہے اور وہ کہیں نظر نہیں آتا" — خدیجہؓ کا لہجہ سنجیدہ تھا۔

ورقہ نے ایک معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ ان کی طرف دیکھا — "خدیجہؓ —! تم نے شاید غور سے دیکھا ہی نہیں ہے — ورنہ تمہارے تو آس پاس ہی وہ بلند معیار ہے جس سے برتر کا ادراک شعور انسانی سے ممکن ہی نہیں" —

خدیجہؓ جھجک سی گئیں — ان کے دلنشیں چہرے پر حیا کا گلابی رنگ چھا گیا — وہ استفسار تو نہ کرسکیں — لیکن دل کی

کیفیت نگاہوں سے عیاں ہو گئی—

ورقہ ان شرمگیں نگاہوں کا مفہوم سمجھ کر متبسم ہوئے اور نپے تلے لہجے میں بولے: ''خدیجہؓ—! پورے چاند کا روشن چہرہ ان کے جمال جہاں آرا کے سامنے ماند ہے— ان کا دلپذیر خُلق دلوں کا تاجور ہے— ان کی عظمت کردار کا قصیدہ خواں ہر چھوٹا بڑا ہے''—

ورقہ نے توقف کیا— تو خدیجہؓ کے اشتیاق میں وارفتگی کی آمیزش ہوئی— لیکن لبوں پر پاس حجاب نے اب بھی مہر خاموشی لگا رکھی تھی۔

ورقہ بھی خدیجہؓ کی کیفیت کو سمجھ رہے تھے— چند لمحے کی خاموشی کے بعد مناسب لفظ چنتے ہوئے بولے: ''وہ بہترین خاندان والوں کا فخر ہیں— وہ مکے کے اعلیٰ ترین گھرانے کا ناز ہیں— سید القریش عبدالمطلبؓ نے تو انہیں ''محمدﷺ'' کا نام دیا تھا— لیکن ان کے بے مثال کردار اور بے نظیر اوصاف ''صادق'' اور ''امین'' جیسے القابات کی صورت میں ان کی پہچان بن گئے ہیں—

خدیجہؓ — میری بہن —!! وہ ایک عرصے سے تمہارے کاروبار تجارت کے نگران ہیں، کیا وہ تمہارے بلند معیار کے حامل، تمہاری تلاش کا حصول اور تمہارے انتظار کا ثمر نہیں ہیں —؟"

خدیجہؓ کے دلنواز چہرے پر طمانیت ضوفشاں ہوئی — تصورات میں جھلکنے والے خدوخال کی تکمیل ہوگئی — قلب و نگاہ میں بسے ہوئے جلوؤں کو پہچان مل گئی — خدیجہؓ نے حیا کی گلابی نقاب ذرا سی سرکا کر محجوب لہجے میں اپنے دل کی بات کہہ دی:

"ورقہ بھائی —! میرے پاس اقرار کے سوا کوئی لفظ نہیں" —

ورقہ مسرور ہوئے — "خدیجہؓ —! میں نے صحائف سلف میں جتنی بھی پیش گوئیاں دیکھی ہیں — محمدؐ ان کی تصویر مجسم ہیں — وعدہ کرو کہ ان کی زندگی میں شریک ہو کر تم ہمیں بھول تو نہیں جاؤ گی —؟"

خدیجہؓ نے متبسم لبوں کے ساتھ نفی میں سر کو جنبش دی اور ورقہ خوش و خرم رخصت ہوئے۔

انہوں نے فوراً ہی کچھ باعزت ذریعوں سے محمدؐ ابن عبداللہ

کے سرپرست سیدالقریش ابو طالبؑ تک یہ پیغام پہنچوایا کہ خدیجہؓ کے خاندان والے ان سے قرابتداری کے رشتے استوار کرنے کے خواہاں ہیں۔ ابو طالبؑ کو بھی یہ تجویز پسند آئی ـــ عزیز ترین بھتیجے کے لئے ملیکتہ العرب خدیجہؓ بنت خویلد سے بہتر لڑکی اور کون ہوسکتی تھی؟ جو رزالتوں اور قباحتوں کے دور میں بھی اپنی بلندئ کردار کے سبب "طاہرہ" اور "عذرا" کہلاتی تھی۔ جس کے معنی "درناسفتہ" کے ہیں ـــ یہ لقب مادر عیسیٰؑ کے بعد خدیجہؓ کے حصے میں آیا تھا جو پاکباز کنواریوں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

ابو طالبؑ نے محمدؐ کی رضامندی سے خدیجہؓ کے سرپرست اور چچا عمرو بن اسد سے ضروری بات چیت کی ـــ انہوں نے اس قدر و منزلت کو دل و جان سے قبول کیا ـــ بات طے پا گئی ـــ تو ورقہ بن نوفل حرم کعبہ میں پہنچے اور اکابرین قریش کی بزم میں اس پیام کی منظوری کا اعلان عام کیا:

"تمام اہل مکہ کو یہ اطلاع دی جاتی ہے
کہ ہم نے ملیکتہ العرب، عذرا و طاہرہ خدیجہؓ

بنت خویلد کی نسبت فخر بنو ہاشم صادق و امین محمدؐ
بن عبداللہ سے طے کردی ہے۔ نکاح کے لئے
تاریخ مقرر کردی گئی ہے، عوام و خواص کو
شرکت کی دعوت دی جاتی ہے"—

مکے میں ہر طرف اس نسبت کا تذکرہ تھا— اہل مکہ دونوں گھرانوں کو مبارک و تہنیت دے رہے تھے— دونوں جانب شادی کی تیاریوں کی دھوم تھی— خدیجہؓ کے سرپرستوں کے لئے یہ نسبت فخر و سربلندی کا باعث تھی کہ مکہ کے بہترین خاندان کے ممتاز ترین فرد سے تعلق خاطر پیدا ہو رہا تھا— جیسے جیسے نکاح کے دن قریب آتے تھے— خدیجہؓ کے گھر میں رونق اور گہما گہمی بڑھتی جاتی تھی۔

محمدؐ ابن عبداللہ بنو ہاشم کی آنکھ کا تارا تھے۔ وہ ہر جگہ پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ عزیز رشتہ دار اور غیر سب ہی محمدؐ کی اس خوشی میں خوش تھے۔ محمدؐ کے چچا ابو طالبؓ اس شادی کے لئے خصوصی اہتمام کر رہے تھے۔ انہوں نے بڑی محبت

وجاہت سے دلہن کے لئے بہترین تحائف خریدے تھے اور مہر کیلئے بیس اونٹ، چار سو مثقال سونا اور پانچ صد درہم نقد کا اہتمام بھی کیا تھا۔ جب ابو طالبؑ کے گھر سے محمدؐ کی بارات چلی تو جوانان بنو ہاشم آبدار شمشیروں کو سجائے صفیں باندھے ساتھ ساتھ تھے۔

ان کی خوش الحان قصیدہ خوانی کی سرمدی صدائیں آمد بارات کی نوید بن کر بہت پہلے خدیجہؑ کے عالیشان محل میں پہنچیں تو عورتیں اور بچے مکانوں کی چھتوں اور گلیوں میں کھڑے ہو کر اس شان و شکوہ کو خوشی اور مسرت سے دیکھنے لگے۔ ہر ایک زبان پر یہی الفاظ تھے کہ دولہا بنے ہوئے محمدؐ ابن عبداللہ کے جمال جہاں آرا پر نگاہ نہیں ٹکتی اور خدیجہؑ کے دولہا بنے کا روپ چاند کو شرماتا ہے۔ ایسا سنجوگ سارے مکے میں کہیں نہیں ہوا تھا کہ دلہن اور دولہا حسن، شان اور پاکیزگیٔ کردار میں ایک دوسرے کے ساتھ خوب جچتے تھے۔ خدیجہؑ کے گھر والوں اور معززین نے بارات کا استقبال کئی قدم آگے بڑھ کر کیا اور بہترین پذیرائی کے ساتھ زرنگار نشستوں پر بٹھایا۔ پچیس سالہ محمدؐ کی جانب سے ان

کے چچا ابوطالبؑ نے خطبہ نکاح پڑھا۔ قادرالکلام ابوطالبؑ کا فصیح لہجہ الفاظ و معنیٰ کو دلکشی سے بہم آمیز کر کے فضائے مکہ میں گونجا تو عرش پر قدسی بھی جھوم اٹھے اور خدیجہؑ کے خاندان والوں کے سر اس اعزاز و اکرام پر فخر سے بلند ہوگئے۔

"حمد و ثنا اللہ کے لئے مخصوص ہے جس نے ہمیں ذریت ابراہیمؑ و اولاد اسماعیلؑ میں قرار دے کر ہمیں کعبے کا محافظ اور اپنے حرم محترم کا منتظم اور متولی بنایا ہے، جہاں خلق خدا حج کے لئے آتی ہے۔

حاضرین میرا بھتیجا محمدؐ ابن عبداللہ وہ ہے جو ازروئے کمال و شرف و امتیاز سب سے ممتاز ہے۔ اگرچہ یہ مال ودولت میں قدرے کم ہے لیکن مال — مال کیاہے —؟ ڈھلتے ہوئے سائے اور ہوا میں اڑتے ہوئے پتوں کی طرح سے ہے — میری قرابت محمدؐ کے ساتھ معروف

ہے — میں نے محمدؐ کا مہر اپنے مال سے ادا کر دیا
ہے اور محمدؐ خدیجہؓ کو نکاح میں لیتے ہیں — میں
خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ محمدؐ کے لئے ایک
عظیم الشان خوشخبری اور مفید ترین بشارت کا
ظہور جلد ہونے والا ہے" —

ورقہ بن نوفل اٹھے اور خدیجہؓ کی طرف سے وکالت کے
فرائض ادا کرتے ہوئے حاضرین سے مخاطب ہوئے:

"اے شیخ البطحا سید القریش! آپ نے
جن فضائل و کمالات کا تذکرہ کیا ہے وہ ایسے ہیں
کہ جن کا انکار کوئی قبیلہ نہیں کر سکتا۔ یہ ہماری
خوش قسمتی ہے کہ آپ کے خاندان کے ساتھ
ہمارا انتساب ہو گیا ہے۔

اے اہل قریش —! آپ گواہ رہیں کہ
ہم نے خدیجہؓ بنت خویلد کو ان کی رضامندی سے
محمدؐ ابن عبداللہ کی زوجیت میں دے دیا ہے" —

ان کے بعد عمرو بن اسد خدیجہؓ کے چچا کھڑے ہوئے اور ورقہ کے الفاظ کی تصدیق ان لفظوں میں کی :

"اے اہل قریش ــــ! آپ لوگ گواہ رہیں کہ ہم نے اپنی بھتیجی خدیجہؓ بنت خویلد کو اس کی رضامندی پر محمدؐ ابن عبداللہ کے نکاح میں دے دیا ہے"ــــ

سرداران قریش نے گواہیاں دیں ــــ مبارک سلامت کا شور بلند ہوا، تہنیت کے زمزمے لٹائے گئے اور خدیجہؓ دلہن بن کر ابو طالبؓ کے گھر میں اتریں ــــ دوسرے روز ولیمہ ہوا ــــ جس میں ابو طالبؓ نے تمام اہل مکہ کو ایسی شاندار ضیافت دی جو یادگار ہوگئی ــــ چند ہی روز میں ابو طالبؓ نے محمدؐ کے لئے علیحدہ گھر کا انتظام کردیا ــــ

عالیشان محلوں میں رہنے والی ملیکۃ العرب خدیجہؓ نے بڑے چاؤ سے محمدؐ کے چھوٹے سے گھر کو سجایا۔ ناز و نعم میں پرورش پانے والی دلہن گھر کے سارے کام اپنے ہاتھوں سے بخوشی کرنے لگی۔ سنہرے ماضی کی ہر آسائش محمدؐ کی رفاقت کے سامنے ہیچ ہوگئی۔ کائنات کے سارے خزانے محمدؐ کی محبت کے مقابلے میں کم مایہ معلوم ہونے لگے۔ خدیجہؓ نے ہر شے سے علیٰحدہ ہو کر محمدؐ کو اس طرح اپنا لیا کہ وہ ان سے الگ معلوم ہی نہیں ہوتی تھیں۔ سادگی سے سنورے ہوئے گھر میں محبت اور چاہت کے سارے ہی لازوال رنگ تھے۔ درو دیوار وفا کی خوشبو سے مہکتے تھے۔ چھوٹے

سے کچے آنگن میں جنت اتر آئی تھی۔

محمدؐ کی پاکیزہ زندگی میں شرکت خدیجہؓ کی بہترین تمناؤں کا حاصل تھی — محمدؐ کی بے مثال رفاقت خدیجہؓ کے بلند معیاروں کو بہت پیچھے چھوڑ گئی تھی — خدیجہؓ محمدؐ جیسے بے مثل و بے مثال ساتھی کو پاکر خود پہ رشک کرنے لگی تھیں — شادی کے چند ہی روز بعد خدیجہؓ نے ورقہ بن نوفل کو بلا بھیجا — وہ آئے — تو دیکھا کہ خدیجہؓ کے جمال کا رنگ ہی کچھ اور ہے — حقیقی خوشی کا عکس ان کی آنکھوں میں جھلمل جھلمل کر رہا ہے — ورقہ بھی یہ دیکھ کر مسرور ہوئے اور بولے: "خدیجہؓ بہن —! ہم سب اہل خاندان کو یہ دیکھ کر اطمینان ہوا ہے کہ تم نے اپنا معیار پالیا ہے" —

"میرا معیار تو ان کے قدموں کی دھول ہے ورقہ بھائی — وہ اتنے بلند — اتنے ارفع و اعلیٰ ہیں کہ ہمارے بلند ترین معیار بھی ان کے سامنے ہیچ ہو جاتے ہیں" — خدیجہؓ کا لہجہ انبساط و تفاخر تھا۔

"بے شک میری بہن —! تم نے درست کہا — تمام اہل

مکہ جانتے ہیں کہ تمہارے سرتاج محمدؐ کی زندگی کے پچیس سالوں کا ہر دن آئینہ ہے — شفاف، سچا اور روشن —!!! موتی کی سی آب و تاب کے ساتھ چمکتا دمکتا" — ورقہ نے سچے لفظوں میں تائید کی۔

"ورقہ بھائی —! میں نے آپ کو اس لئے زحمت دی ہے کہ آپ میری جانب سے حرم کعبہ میں اعلان کردیں اور تمام اہل مکہ کو اس کا گواہ بنادیں۔" خدیجہؓ نے کوئی اہم بات ورقہ کو بتائی —

ورقہ کو تعجب نہیں ہوا — وہ اظہار پسندیدگی کرتے ہوئے بولے: "خدیجہؓ —! تمہارا یہ فیصلہ لائق ستائش ہے — میں تمہارے اس جذبے کا معترف ہوں کہ تم نے محمدؐ کو اپنے بھرپور اخلاص کے ساتھ اپنا لیا ہے" —

خدیجہؓ نے عاجزی سے سر جھکایا — "اخ محترم —! آپ دعا کیجئے کہ میں ان کے معیار پر پوری اتروں اور ان کی خوشی اور آسائش کا باعث بن سکوں" —

"خدیجہؓ —! تمہاری محبتوں کا سچ، تمہاری چاہتوں کا

خلوص تمہارے لئے قلب محمدؐ میں بہترین جگہ بنائے گا"— ورقہ یہ کہتے ہوئے اٹھ گئے—

وہ سیدھے حرم کعبہ میں آئے— اہل مکہ کو اکٹھا کیا اور خدیجہؓ کی جانب سے اعلان عام کیا:

"اے اہل مکہ—! تم کو گواہ بنایا جاتا ہے— اس امر کا کہ ملیکۃ العرب، عذراو طاہرہ، خدیجہؓ بنت خویلد نے اعلان کیا ہے کہ انہوں نے اپنا تمام مال، غلام اور کنیزیں اور جو کچھ بھی ان کے تصرف میں ہے— وہ سب کا سب اپنے عظیم المرتبت شوہر فخر بنو ہاشم امین وصادق محمدؐ ابن عبداللہ کو ہبہ کر دیا ہے— وہ آج کے دن سے اسکے مالک ہیں— اور جس طرح چاہیں اسے تصرف میں لا سکتے ہیں"—

خدیجہؓ کا یہ بے مثال ایثار اہل مکہ کے دلوں میں کھب کر رہ گیا۔ ہر طرف یہی چرچے ہونے لگے۔ ہر جانب اسی کے تذکرے تھے۔ جو سنتا اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے۔ مال و دولت کو سب کچھ سمجھنے والے ظاہر بینوں کے لئے جذبوں اور

محبتوں کے یہ اسرار سمجھنے بہت مشکل تھے۔ دنیاداری کے جھمیلوں میں الجھے ہوئے مطلب پرست انمول رفاقتوں کے رموز جاننے سے قاصر تھے۔ مادی ذہنیت والوں کے لئے نرم و نازک احساسات کے بھید نارسا تھے۔

لیکن محمدؐ کے لئے خدیجہؓ کی اس اپنائیت میں گھلے جذبوں کی گہرائی اور پختگی کو سمجھنا دشوار نہیں تھا۔ انہوں نے خدیجہؓ کی اس سپردگی کو اکرام عطا کیا اور انہیں اپنی رفاقتوں میں اس طرح جذب کرلیا کہ ارض مکہ پر وہ چھوٹا سا گھر سنور گیا جو روئے زمین پر دنیا کا سب سے آسودہ گھر تھا۔ مہر و محبت کی فراوانی، سکھ اور راحت کی نعمتوں اور بہترین یگانگت و موانست کی بیش بہا ہم آہنگی نے اسے رشک فردوس بنادیا تھا۔

خدیجہؓ کے رہن سہن میں تبدیلی آئی — وہ محمدؐ کے رنگ میں رنگی گئیں — وہ پوری آمادگی کے ساتھ یوں ان کی شریک حیات ہوگئیں کہ مکے کی عورتیں تعجب کرتیں کہ خدیجہؓ اپنی شان و شوکت بھول کر کس طرح محمدؐ کی عام زندگی میں رچ بس گئی

تھیں — وہ محمدؐ کے چھوٹے سے کچے گھر میں یوں مسرور نظر آتی تھیں کہ سچی خوشی کا جگمگاتا عکس ان کے سارے پیکر میں اپنی چھب دکھلاتا تھا — وہ اپنے خوشیوں بھرے آنگن میں یوں فخر و سربلندی سے چلتی پھرتی تھیں جیسے اس سے بہتر جگہ دنیا میں اور کہیں موجود ہی نہیں تھی۔

محمدؐ نے خدیجہؓ کی بے پناہ دولت کو کبھی اپنی آسائش کا ذریعہ نہیں بنایا — وہ ناداروں اور ضرورت مندوں کیلئے وقف ہو گئی۔ جس نے خدیجہؓ کو ایک آسودگی اور اطمینان بخشا — محمدؐ نے گھر میں انہیں رفیق زندگی کا باعزت مقام دیا اور معاشرے میں محمدؐ جیسے عالی مرتبت کی نسبت سے ان کا مقام و مرتبہ، تعظیم و اکرام کچھ اور بھی بڑھ گیا —

شادی کو کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ محمدؐ نے ایک روز خدیجہؓ سے کہا: ”میرے لئے کچھ سامان خورد و نوش تیار کر دو — جو چند روز تک کام دے سکے“ —

”کیا کہیں سفر پر جانے کا ارادہ ہے —؟“ خدیجہؓ نے سوال کیا۔

”ہاں —! تم اسے سفر کا نام بھی دے سکتی ہو — لیکن یہ اپنے اندرون اور باطن کا سفر ہے — یہ آگہی اور قرب الی اللہ کا سفر ہے“ — محمدؐ نے متبسم لبوں کے ساتھ وضاحت کی — ”سارا سال تو علائق دنیا میں مصروف رہ کر گزرتا ہے — تو پھر کیوں نہ چند روز اس مالک حقیقی کی نذر بھی کئے جائیں — جس نے حیات

کے یہ ماہ و سال اتنی فراوانی سے ہمیں عطا کئے ہیں"۔—

"یہ کہاں تک کا سفر ہے—؟"

"بس یہاں سے تین میل— کے فاصلے پر غار حرا ہے— میں وہیں مقیم ہوں گا اور اپنے شب و روز کو رجوع الی اللہ سے روشن کروں گا"— محمدؐ نے ملائمت سے کہا۔

"میرا دھیان آپ کی جانب ہی لگا رہے گا— میرے پیش نگاہ تو آپ ہی رہیں گے— یہی سوچتی رہوں گی کہ آپ آرم سے تو ہیں— محفوظ و مامون ہیں— کچھ کھایا ہے یا نہیں"— خدیجہؓ کا لہجہ محبتوں میں گندھا تھا—

"تم اطمینان رکھو خدیجہؓ—! میں اللہ کی امان میں رہوں گا— مالک حقیقی کی پرستش میں میری راحت ہے— میری خوشی اس کی یاد ہے— اور میری آسائش اس کے تصور میں وقت گزارنا ہے"—

"میں آپ کی رضا میں راضی ہوں— آپ کی خوشی میرے لئے ہر شے پر مقدم ہے— اللہ آپ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے— اور صحائف کی تمام پیش گوئیاں سچ ہوں آپ کے چچا

بزرگوار کے بقول آپ کے لئے بہترین نوید کا ظہور جلد تر ہو"۔۔۔ خدیجہؓ نے دل کی گہرائیوں میں پھلتی پھولتی تمناؤں کو زبان دیتے ہوئے محمدؐ کے لئے سامان سفر تیار کردیا۔۔۔

محمدؐ نے دو تین ہفتے یا تقریباً مہینہ بھر غار حرا میں قیام کیا اور خدیجہؓ کے دل کا رشتہ غار حرا سے ہی بندھا رہا۔۔۔ ان کی روح اسی جانب تکتی رہی۔۔۔ محمدؐ آئے تو گھر میں بہار آگئی۔۔۔ درو دیوار پر مسرت و شادمانی ننھے منے خوش الحان پرندوں کی طرح چہچہانے لگی۔۔۔ فضاؤں میں طمانیت اور آسودگی کا راج ہوا۔۔۔ محمدؐ کے روحانی تجربات و مشاہدات میں خدیجہؓ بھی شریک ہوئیں اور محمدؐ کی نورانی رفاقت میں بلندیوں کی منزلیں طے کرنے لگیں۔

محمدؐ کے بہترین خصائل نے خدیجہؓ کے اوصاف کو اور جلا بخشی۔۔۔ ان کی محبت و التفات نے خدیجہؓ کو اپنا آپ نکھارنے میں اور مدد دی۔۔۔ مکے میں محمدؐ اور خدیجہؓ کی وابستگی اور ہم آہنگی مثال بن گئی۔۔۔ رفاقتوں کے ان نکھرے ہوئے اجالوں میں لمحہ لمحہ چراغوں کی مانند لو دینے لگا۔۔۔ دلوں میں قربت بڑھی۔۔۔ روحوں

کے اتصال نے حیات کو بالیدہ کر دیا—

بہترین آغاز کے بعد ساری منزلیں بلندی کی جانب محو سفر رہیں اور پانچ سال کا طویل عرصہ بادصبا کے نرم جھونکے کی مانند پلک جھپکتے میں گزر گیا— خدیجہؑ کی گود میں پہلا معصوم پھول کھلا— بنوہاشم نے خوشیاں منائیں اور محمدؐ بے حد مسرور ہوئے— بچے کا نام قاسم رکھا اور ناز و نعم سے پرورش ہونے لگی— خدیجہؑ کی ممتا آسودہ ہو گئی اور محمدؐ اس کی نسبت سے ابوالقاسمؐ کہلوا کر خوشی محسوس کرتے—

لیکن خوشی کا یہ مختصر سا زمانہ دائمی غم میں ڈھل گیا۔ مشیت ایزدی نے اپنا پھول واپس لے لیا اور خدیجہؑ کی بھری گود سونی ہو گئی— غمزدہ خدیجہؑ کو یہ غم سہارنے میں محمدؐ نے مدد دی— دونوں ایک دوسرے کی ڈھارس بن کر اللہ کی رضا میں راضی ہوئے—

خدیجہؑ کی تنہائی اور محرومی کے خیال سے محمدؐ نے اپنے سرپرست اور چچا ابوطالبؑ کے چھوٹے بیٹے علیؑ کو گود لے لیا— جو

کعبے میں پیدا ہوئے تھے — خدیجہؓ کے آنگن میں علیؑ کے آجانے سے رونق ہوگئی — محمدؐ بھی اپنا غم بھول گئے — خدیجہؓ علیؑ کے وجود سے اپنی ممتا کی تسکین کرلیتیں اور انہیں اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھتیں۔

انہی دنوں ایک اور غم انگیز خبر نے خدیجہؓ کی افسردگی کو اور بڑھا دیا۔ ان کی بہن ہالہ بیوہ ہوگئیں — خدیجہؓ کی مہربان فطرت بہن کا غم گوارا نہیں کرسکی — غمگساری کے خیال سے خدیجہؓ محمدؐ کی اجازت سے انہیں اپنے یہاں لے آئیں اور ان کی تینوں بیٹیوں زینبؓ، ام کلثومؓ، اور رقیہؓ کو اپنے زیر کفالت لے لیا — محمدؐ کا خلق و کرم تو ضرب المثل تھا — انہوں نے بھی یتیم بچیوں کی دلجوئی میں کوی کسر اٹھا نہیں رکھی — یہاں تک کہ ان تینوں بچیوں کو "بنات محمدؐ" کے نام سے پکارا جانے لگا —

قدرت نے خدیجہؓ کی گود میں ایک اور پھول ڈالا — محمدؐ نے اس کا نام اپنے والد کے نام پر عبداللہ رکھا — اسے طیب و طاہر بھی پکارا گیا لیکن خدائے بزرگ و برتر کے فیصلوں میں ابھی امتحان اور آزمائش کے بھاری لفظ ہی لکھے ہوئے تھے — اس نے

اپنی امانت واپس لے لی اور خدیجہؓ اپنی خالی آغوش کو آنسو بھری آنکھوں سے دیکھتی رہیں — محمدؐ کی ہمراہی میں انہوں نے تسلیم ورضا اور صبر و استقلال کے آداب سیکھ لئے تھے — مشیت ایزدی کو خدیجہؓ نے پورے وقار سے سر آنکھوں پر رکھا اور کسی آنے والی دائمی خوشی کے انتظار میں چشم براہ ہو گئیں۔

خدیجہؓ کی زندگی کا حاصل محمدؐ تھے — ان کی ہر خوشی خدیجہؓ کا ایمان بن گئی تھی — ان کی رضا کا حصول خدیجہؓ کا مقصد و منتہی تھا — وہ ان کے ہر فیصلے میں دل و جان سے شریک ہوتیں — ان کا تمام سرمایہ اب محمدؐ کا سرمایہ تھا — مکے میں قحط پڑتا — کوئی قدرتی آفت آتی یا کوئی مصیبت میں گرفتار ہوتا تو اس کی نگاہیں اسی گھر کی جانب اٹھتیں — ضرورتمندوں کی آس اسی دہلیز سے بندھی رہتی — خدیجہؓ طمانیت میں ڈوب جاتیں اور ان کے روئیں روئیں میں فخر و انبساط کی کیفیت اترنے لگتی — وہ اپنے فیصلے پر ناز کرتیں اور ان کا متشکر دل شکر پروردگار سے لبریز ہو جاتا —

رفاقتوں کے یہ شاداب زمانے جوئے نرم سیر کی طرح بہے چلے جاتے تھے کہ خدیجہؓ کے چھوٹے سے آنگن میں ایک نرالا دن اترا ــــ اجالوں نے خدیجہؓ کے کچے گھر کو گھیر لیا ــــ در و دیوار جگ مگ کرنے لگے ــــ فضاؤں میں خوش الحانوں کی فردوسی صدائیں خدیجہؓ کو تہنیت دینے لگیں ــــ خدیجہؓ ایک خوشگوار حیرت و انبساط سے اپنے چھوٹے سے گھر کو آپ سے آپ سجتے سنورتے دیکھ رہی تھیں کہ محمدؐ گھر میں داخل ہوئے ــــ خدیجہؓ کی حیرت شادمانی میں ڈھل گئی ــــ وہ پھول سے کھلے دل کے ساتھ خندہ پیشانی سے استقبال کو آگے بڑھیں ــــ دیکھا کہ محمدؐ کے

نورانی چہرے پر نور کا کچھ ایسا وفور ہے کہ نگاہ نہیں ٹکتی ـــ ان کی آمد سے گھر میں بکھرے اجالوں میں جو ضوفشانی ہوئی ہے ـــ وہ علیحدہ پہچانی جارہی ہے۔

خدیجہؓ کے لئے محمدؐ کے ساتھ وابستگی ہمیشہ فخر کا باعث رہی تھی ـــ لیکن آج تو اس رخ مبارک پر جلووں کی ایسی چکاچوند تھی کہ انہیں خود پر رشک آنے لگا ـــ انہوں نے مسرور لہجے میں متبسم لبوں کے ساتھ محمدؐ کو مخاطب کیا: "آج فضاؤں کا رنگ ہی اور ہے ـــ درو دیوار پر اجالوں کی بساط بچھی ہے ـــ ہوائیں تحسین و مرحبا کہتی ہیں ـــ آپ کے مبارک رخ انور سے ایک نور عظیم ساطع ہے ـــ خورشید جہاں تاب جسکے سامنے ماند ہے ـــ آپ خلافِ معمول حرا سے جلدی لوٹ آئے ہیں ـــ کیا آج کے دن میں کوئی خاص بات ہے ـــ؟"

محمدؐ ایک بلاغت آمیز تبسم کے ساتھ گویا ہوئے: "خدیجہؓ ـــ! آج کا دن ہمارے لئے ہی نہیں ـــ کل جہانوں کے لئے بے حد مبارک دن ہے۔ میں حرا سے ایک عظیم خوشخبری لے

کر آیا ہوں— یہ نور جو آج میرے چہرے پر ہے— کل سارے جہان میں پھیل جانے والا ہے— مجھے چادر اوڑھادو— اور اطمینان سے میری بات سنو— تمہارے لئے وہ نوید ہے— جس سے بنی نوع انسان میں تم سب سے پہلے مشرف ہو گی"—

"مجھے اپنی خوش نصیبی پر ناز ہے"— خدیجہؑ نے جگمگاتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ محمدؐ کی طرف دیکھا— "آپ سے وابستگی میں خیر ہی خیر ہے— آپ سے تعلقِ خاطر ہی میرا شرف ہے— میں پروردگار کی حمد کرتی ہوں— جس نے آپ کے توسط سے میری حیات کو زندہ و تابندہ کر دیا ہے"—

محمدؐ نے چادر اوڑھی— خدیجہؑ مجسم اشتیاق ہو گئیں اور محمدؐ کے حیات آفریں لبوں سے خدا کے آخری دین کا اولین پیام سننے لگیں—

"حمد ہے اسی خدائے ذوالجلال کے لئے
جس نے مجھے اپنے لافانی پیام کا امین بنایا ہے اور
روح الامینؑ کے ذریعے سے شرف تخاطب بخشا
ہے۔ آج حرا میں ضوفشانیٔ انوار کا وفور تھا—

آج نزول وحی کا پہلا باب شروع ہوا ہے — آج
سے میرے عہد رسالت کا آغاز ہوتا ہے" —

"تہنیت ہے آپ کے لئے — اللہ آپ کو یہ تاج سعادت مبارک کرے۔" خدیجہؓ نے خوشی سے سرشار لہجے میں کہا — "میں کس زبان سے شکر پروردگار کروں کہ اس نے مجھے آپ کے مبارک نام سے وابستہ کردیا ہے — میں پہلی وحی کو سننے کے لئے بیتاب و منتظر ہوں" —

"کیوں نہیں خدیجہؓ! جہانِ نسوانیت میں سب سے پہلے تم ہی اس شرف سے مشرف ہوگی — یہ اللہ کا وہ عظیم پیغام ہے جو اس خطہء ارض میں ہر ذی روح کے لئے ہی نہیں آنے والے سب زمانوں اور کل جہانوں کے لئے ہے — اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اس معبود برحق نے اٹھائی ہے" — محمدؐ نے آغاز وحی کی حیات آفریں کیفیات کو پرعظمت لہجے میں بیان کرنا شروع کیا:

"اے خدیجہؓ —! آج جبرئیل امینؑ کے
ذریعے نزول وحی کا آغاز ہوگیا ہے — یہ خدائے

عزوجل کا وہ لاریب کلام ہے جس کی نظیر لانے
میں فصحا کی عقلیں عاجز ہوں گی — اس کی تاثیر
سے سیاہ قلوب روشن ہوں گے — یہ علم و
عرفان کا منبع ہے — اس میں ہر خشک و تر کا علم
سمو دیا گیا ہے — اسی لئے اس کا آغاز ہی علم کا
نشور و اشاعت ہے"—
جبرئیل امینؑ نے یہ کلمات مجھ تک پہنچائے ہیں:
"پڑھیے —! اس خدا کے نام سے جس
نے کائنات کو پیدا کیا — جس نے آدمی کو
گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا — پڑھیے! کہ
خدا کریم ہے۔ وہ جس نے انسان کو قلم کے
ذریعے سے علم سکھایا۔ وہ جس نے انسان کو وہ
باتیں سکھائیں جو اسے معلوم نہ تھیں"—
(سورۂ علق)
خدیجہؓ کا دل عظمت و ہیبت کلام الٰہی سے بھر گیا—

انہوں نے احترام سے سر جھکایا اور قلب کی گہرائیوں سے گویا ہوئیں: "میں نے اس سے قبل ایسا کلام فصیح و بلیغ نہیں سنا— اس کی عظمت و جلالت اس کے کلام الٰہی ہونے پر دلیل ہے— میرے قلب میں اس کا سرور اور میری روح میں اس کی چاشنی گھلی جاتی ہے— میرا ایمان ہے کہ یہ کلامِ خدا ہے اور آپ اللہ کے رسولؐ اور پیغمبر برحق ہیں— اسی لئے تو آپ کے قول کا نام صداقت اور آپ کے فعل کا نام امانت ہے— سارا مکہ آپ کو "صادق و امین" یونہی تو نہیں کہتا"—

محمدؐ مسکرائے— "اسی پیغام خداوندی نے ابلیس کو مایوس و نامراد کردیا ہے کہ اب خدائے لم یزل کی پرستش کی جائیگی اور ابلیس کیلئے ابد تک لعنت و خواری ہے— جب وحی الٰہی کا نور پھیلا— تو میں نے اسکی چیخ کی صدا سنی— خدیجہؓ! اپنے ایمان و یقین کو اپنے لفظوں میں بہم آمیز کرو اور کلمہء طیبہ پڑھنے کی سعادت حاصل کرو"—

"اس شرف و سربلندی کو حاصل کرنے میں میری رہنمائی

کیجئے کہ آپ کی رہنمائی ہی نجات اور سرفرازی کا ذریعہ ہے"—
خدیجہؓ کے لہجے میں بیتاب روح کی سچی تڑپ تھی۔

"خدیجہؓ! میرے ساتھ ان کلمات کو دوہراؤ: — کوئی خدا نہیں مگر ایک — اور محمدؐ اس کے رسول ہیں"—

خدیجہؓ نے وفور یقین و اعتماد سے ان کلمات کو دوہرایا اور بھیگی پلکوں کے ساتھ ان کی روح کو اپنے اندر اتار لیا—

محمدؐ نے مسرور لہجے میں نوید دی: "خدیجہؓ! تمہیں یہ شرف مبارک ہو کہ تم امت مسلمہ میں داخل ہونے والی پہلی فرد ہو"—

"بے شک آپ کے دامن سے وابستگی میں سربلندی و سرفرازی ہے"— خدیجہؓ نے عقیدت مندی سے سر جھکایا۔

خدیجہؓ کی زندگی میں نئے دور کا آغاز ہوا— وہ اسی روز روشن میں ایک ایسے عظیم اعزاز سے ہمکنار ہوئیں جو دنیا کی کسی عورت کے حصے میں نہیں آیا تھا۔

محمدؐ ہمیشہ سے ہی صاحب عظمت و عزت تھے — وہ اہل مکہ کی آبرو تھے اور بنو ہاشم کی آنکھوں کا تارا تھے — جو عرب کا شریف ترین خاندان تھا — ابتدائے آفرینش سے قبل جو تاج رسالت انہیں عطا ہوا تھا اس کی زیارت کل عالم کرنے والا تھا — ان کے بے مثال سیرت و کردار نے انہیں عوام الناس سے "صادق و امین" کہلوایا تھا — وہ اسلاف کی پیش گوئیوں کا محور تھے — اور جبرئیل امینؑ اہل عالم کو یہ بتانے آئے تھے کہ وہ ہی رسول خداؐ، سرور کائنات، فخر انبیاءؑ، خاتم النبیین اوروجہ تخلیق کائنات ہیں۔

خدیجہؓ کل بھی محمدؐ کی مونس و دم ساز تھیں اور آج بھی خود کو ان سے اور زیادہ قریب محسوس کررہی تھیں — انہوں نے کل بھی اپنا سب کچھ محمدؐ کو سونپ دیا تھا — آج بھی جذبوں کی معراج اور ایمان و یقین کا سرچشمہ محمدؐ ہی کا تھا — محمدؐ کی راحت وآسائش پہلے بھی خدیجہؓ کی زندگی کا محور و مرکز تھا — لیکن آج کے تابندہ دن نے اس مقصد کو کچھ اور جلا عطا کردی تھی۔ خدیجہؓ، محمدؐ کے یقین میں حصہ دار ہوئیں اور سر جھکاکر ان کی رسالت کی تصدیق اپنے پورے جذبوں کے ساتھ سب سے پہلے کی۔

بارگاہِ خداوندی میں نورانی رابطوں کو کچھ اور جلا ملی — ایک عظیم ذمہ داری کو نباہنے کی ابتداء ہوئی — ایک جاودانی جدوجہد کا آغاز ہوا — ابھی تک ان سرگرمیوں کو راز داری کے دائرے میں محدود رکھنے کا حکم تھا — خدیجہؓ بھی محمدؐ کے ساتھ عبادت معبود میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کرنے لگیں — جو بندگی کی معراج اور ذاتِ احدیت کی بارگاہ میں رابطے اور رسائی کا وجد آفریں ذریعہ ہے۔ خدیجہؓ نے رسول اللہؐ سے عبادت کے

قرینے سیکھے — بندگی کے آداب سے آگہی حاصل کی — اور ان کی روشن پیشانی پر سجدے کا نورانی جھومر دمکنے لگا — رسول اللہؐ کے ساتھ ساتھ وہ بھی معبود حقیقی کی بارگاہ میں جھکنے لگیں اور اولین نمازوں کے خشوع و خضوع کو قلب و جاں میں سمیٹنے لگیں۔

خاموشی اور رازداری میں وقت لحہ لحہ آگے بڑھا اور تین سال اس میں سمٹ گئے۔ خدیجہؓ، رسول اللہؐ کے لئے حوصلہ اور ڈھارس بنی رہیں — جس روز کوئی نیا چہرہ کلمہ پڑھ کر امت مسلمہ میں داخل ہو جاتا خدیجہؓ کا دل بڑھ جاتا — سچی مسرت کے ساتھ وہ رسول اللہؐ کو مبارکباد دیتیں اور اپنی دعاؤں کا اثر دیکھ کر سجدۂ شکر کی کثرت میں اور اضافہ کر دیتیں —

تین سال تمام ہوئے — تو حجاب ہائے راز کو اٹھا دینے کا حکم آیا — بارگاہ خداوندی سے نور رسالت کو عام کر دینے کا امر ہوا — ایک نئی آزمائش، ایک نئے امتحان اور ایک نئے زمانے میں اترنے کے دن آئے — خدیجہؓ کی چاہت اور یقین بھی رسول اللہؐ کے ہم قدم تھا — وہ رضائے معبود کی تکمیل کے لئے آگے بڑھے

تو مخالفتیں، ایذا رسانیاں، دراز دستیاں بالمقابل ہوئیں —

اول اول مذاق اڑا کر بات ٹالنے کی کوشش کی گئی — لیکن رسول اللہؐ کی استقامت میں فرق نہیں آیا — پھر طنز اور طعنوں سے کام لیا گیا — رسول اللہؐ ثابت قدم رہے — لالچ، تحریص و ترغیب کے حربے آزمائے گئے — لیکن رسول اللہؐ نے التفات بھی نہیں کیا اور اپنے پیغام کی تبلیغ میں ہمہ تن مصروف رہے — تو مخالفین کو اندازہ ہوا کہ محمدؐ اب اللہ کے رسول ہیں اور اللہ کے پیغام کو پہنچانے کی جو ذمہ داری ان پر عائد کی گئی ہے وہ اس سے عہدہ برآ ہونے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔

انہیں راہ استقامت سے ہٹانا بچوں کا کھیل نہیں — ان کے لفظوں میں تاثیر ہے — ان کے جذبوں میں زور ہے اور ان کے ارادوں میں قوت ہے — وہ اپنے قول کو سچا کر دکھانے کا عزم اور حوصلہ رکھتے ہیں۔

اب مخالفین کا انداز بھی بدلا — انہوں نے طے کرلیا کہ رسول اللہؐ کی تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے اتنی ہی سختی اور

شدت کی ضرورت ہے جتنا عزم و ثبات محمدؐ کے محکم ارادوں میں ہے ــــ انہوں نے مخالفتوں کی کمانیں سیدھی کرلیں ــــ تیروں کا رخ متعین کیا اور ایک کے بعد ایک نشانہ رسول اللہؐ کو ہدف بنانے لگا۔

کوئی زبان درازی کرتا ــــ کسی کی دریدہ دہنی نازیبا لفظوں تک پہنچتی، کوئی بیہودہ حرکتوں اور شور و غل سے رسول اللہؐ کے پیام کی طرف متوجہ سماعتوں کو الجھا دیتا ــــ کوئی ساحر اور جادوگر کہتا اور کوئی دیوانہ اور مجنون کہہ کر مکے کے شریر بچوں کو پیچھے لگا دیتا ــــ

خلق عظیم کے پیکر، طاہر و اطہر رسول اللہؐ کا قلب مطہر ان کی ذہنی پستی پر رنجیدہ ہوتا ــــ انہیں شعور انسانی کی کج روئی پر افسوس ہوتا ــــ اشرف المخلوقات کو اپنے ہی ہاتھوں سے ترشے ہوئے بتوں کو پوجتے دیکھ کر وہ ان کی جہالت پر افسردہ ہوتے۔

رسول اللہؐ اپنی نارسائی اور ناکامیابی پر کبیدہ خاطر ــــ ناسزا

لفظوں اور بد نما طعنوں کو سنتے ہوئے گھر میں قدم رکھتے تو خدیجہؓ دہلیز پر پذیرائی کرتیں:

"السلام علیکم یارسول اللہؐ!" دل کا یقین اس فردوسی لہجے میں سمٹ آتا۔

رسول اللہؐ کی کبیدہ خاطری شگفتگی اور تروتازگی میں بدل جاتی — تصدیق کرنے والی یہ صدا — یقین و اعتماد کو جلا دینے والا یہ پیکر ساری کلفتوں کو دور کر دیتا — ساری اذیتوں اور مخالفتوں کو گوارا بنا دیتا — ساری مایوسیوں کا مداوا ہو جاتا — سلیقے سے سنورے ہوئے گھر میں ہر طرف آسائش ہی آسائش محسوس ہوتی —

خدیجہؓ، رسول اللہؐ کے نورانی چہرے پر لکھی ہوئی عارضی ناکامیوں کی تحریروں کی اذیت اپنے دل کی گہرائیوں میں محسوس کر کے دکھی ہو جاتیں — لیکن اس کرب کی کوئی جھلک اپنے چہرے پر ظاہر نہیں ہونے دیتیں اور رسول اللہؐ کے قریب آکر محبت اور عزم کی زبان میں کہتیں:

"میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں
یارسول اللہؐ ——! آپ کا پیغام سچا اور آپ کا حوصلہ
چٹان ہے۔ خدائے ذوالجلال کی تائید سے آپ ہی
غالب ہوں گے —— آنے والے زمانے آپ کے
پیام سے روشن ہوں گے۔ میں آپ کے ساتھ
ہوں —— میرے دل میں آپ کی کامیابیوں کا
یقین اور میرے لبوں پر آپ کے لئے دعائیں
ہیں" ——

رسول اللہؐ ان حوصلہ افزا لفظوں کی ڈھارس اپنے دل میں محسوس کرتے۔ گھر کے درو دیوار کو سراپا عافیت و محبت میں ڈھلا دیکھتے تو مشقتوں کی ساری تھکن کافور ہو جاتی اور وہ اگلے دن کی جدوجہد کے لئے تروتازہ ہو کر اپنے عافیت کدے سے سربلندی کے ساتھ ایک نئے عزم کے ساتھ باہر نکلتے۔

رسول اللہؐ کا مبارک قدم جیسے ہی گھر کی دہلیز سے باہر نکلتا —— خدیجہؓ کا دل جیسے رسول اللہؐ کے ساتھ ساتھ ان پر نچھاور

ہوتا رہتا — انہیں پیش آنے والی ہر اذیت گھر کی چار دیواری میں بھی خدیجہؓ خود پر بیتی محسوس کرتیں — ہزاروں اندیشوں اور وسوسوں کے ساتھ خدیجہؓ دن بھر نباہ کرتی — اور جب رسول اللہؐ کے گھر لوٹنے کا وقت ہوتا — تو خدیجہؓ کی روح آنکھوں میں سمٹ آتی — یہ اندیشہ ان کے روئیں روئیں کو بیتابی میں ڈبو دیتا کہ نہ جانے رسول اللہؐ کس قیامت سے گزر کر گھر تک پہنچیں گے —؟ نہ جانے دہلیز پار کرتے ہوئے ان کا قلب اطہر کن صدموں سے چور ہوگا —؟ نہ جانے گھر لوٹتے ہوئے کونسی پریشانی ان کے ساتھ ساتھ چل رہی ہوگی —؟

جذبوں کا یہ امتحان اور احساس کی یہ آزمائش وہ تنہا اپنی جان پر جھیل جاتیں اور جب رسول اللہؐ کے جلوؤں سے گھر آنگن سج جاتا — تو خدیجہؓ کے لبوں پر ہمیشہ مسکراہٹ ہی ہوتی — وہ یقین اور ولولہ بن کر استقبال کرتیں — حوصلے اور محبت میں ڈھل کر اپنے شریک زندگی ہونے کا خوشگوار احساس دلاتیں — پیروں سے کانٹے چنتیں — زخموں پر مرہم رکھتیں اور دکھے ہوئے دل کا سہارا

بنتیں — ان کے لبوں پر کبھی یہ لفظ آنا تو درکنار دل میں کبھی یہ خیال بھی نہیں آیا کہ ان اذیتوں اور مصیبتوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے رسول اللہؐ تبلیغ دین سے دستکش ہو جائیں — انہوں نے ہمیشہ ساتھ نباہنے میں فخر محسوس کیا — اپنی خوشی سے ہر مشکل گھڑی میں شریک رہتیں اور پورے وقار کے ساتھ اپنے فیصلے پر ناز کرتیں۔

خدیجہؓ کی یہ ریاضتیں، یہ جاں سپاریاں اور محبتیں بارگاہ رب ذوالجلال میں مقبول ٹھہریں ـــ اور ان کا دامن مراد شرف و بزرگی سے بھر گیا ـــ بعثت کے پانچویں سال میں ربیع الثانی کی بیس تاریخ کو خدیجہؓ کی گود میں ایک باعظمت بچی نے آنکھیں کھولیں ـــ سرزمین عرب جہاں بیٹی کی پیدائش ایک گالی بن چکی تھی ـــ وہیں بیٹی کو گود میں لے کر خدیجہؓ نے اسے رسول اللہؐ کیلئے باعث فخر و انبساط بنادیا۔

یہ خدیجہؓ کے لئے ایک اور سعادت تھی ـــ وہ ایسی بیٹی کی ماں بنی تھیں جسے عورت کو نجات کی نوید دینی تھی ـــ جسے

بیٹیوں کو زندہ درگور ہو جانے سے بچانا تھا۔— جو عالم نسواں کے لئے شمع ہدایت تھی۔— رسول اللہؐ نے چاند چہرے والی اس معصوم خوشی کو اپنی محبتوں میں شرابور کر دیا اور فخر کے لہجے میں بولے :

"یہ میری بیٹی ہے فاطمہؓ —! میری نور نظر، میرا پارۂ جگر، میرا ٹکڑا— میں اس کی خوشی میں خوش ہوں— اس کی ناخوشی مجھے ناخوش کرتی ہے۔"

خدیجہؓ کے دلنشیں چہرے پر طمانیت کے رنگ اترے— ان کا دل شکر پروردگار میں جھک جھک گیا— یہ ننھی بیٹی— عالم عرب میں آنے والی ساری بیٹیوں کے روشن مستقبل کی ضمانت تھی۔ طویل عرصے کی محرومی کے بعد گھر کا آنگن اس معصوم وجود سے آشنا ہوا تھا— خدیجہؓ کی مامتا آسودہ ہوئی تھی اور فضاؤں میں اس کی معصوم کلکاریاں زندگی اور شادمانی بن کر تیرتی پھرتی تھیں۔ خدیجہؓ اس کے ناز اٹھاتے نہیں تھکتی تھیں۔ لیکن رسول اللہؐ کے لئے محبت میں کوئی کمی یا خدمت میں کوئی تساہل پیدا نہیں ہوا

تھا — بلکہ اب تو خدیجہؓ کے ساتھ ننھی بیٹی بھی رسول اللہؐ کے لئے تقویت و مسرت کا ذریعہ بن گئی تھی۔ گھر میں رسول اللہؐ کے لئے کشش کچھ اور بڑھ گئی تھی — خدیجہؓ کے ساتھ قربتوں کے رشتے اور مضبوط ہو گئے تھے۔

خدیجہؓ بیٹی کی تربیت میں ہمہ تن مصروف ہو گئیں کہ وہ جانتی تھیں کہ فاطمہؓ ایک عام بچی نہیں، اللہ کے رسولؐ کی بیٹی ہیں — جنہیں امت مسلمہ کیلئے مثال بننا ہے — اور آنے والی نسل کو پروان چڑھانا ہے — جو رسول اللہؐ کی وراثتوں کی محافظ اور نگہدار ہو گی۔

دینِ اسلام میں ترقی کے آثار نظر آئے — دوستوں، عزیزوں اور نیک سرشت لوگوں نے اس پیام کو اپنے دل میں جگہ دی — غلاموں اور پسے ہوئے طبقات نے اس دین میں مساوات کی اعلیٰ روایات کو محسوس کر کے اسے کھلے دل کے ساتھ لبیک کہا — اہل مکہ اور کفار کے لئے یہ کامیابی سوہان روح تھی — ان کا کسی پر بس نہ چلتا — تو ان غلاموں اور کم حیثیت لوگوں کو نشانہ

بناتے اور ظلم کی حد کردیتے ــــ رسول اللہؐ ان میں سے اکثر کو خرید کر آزاد کردیتے ــــ کسی کو پناہ دیتے ــــ کسی کی مالی امداد کرتے تو کسی کے خاندان کی کفالت کرتے۔

جن لوگوں پر زیادہ عرصہء حیات تنگ ہو گیا تھا انہیں کچھ مالی امداد دے کر رسول اللہؐ نے حبشہ کی جانب ہجرت کر جانے کی ترغیب دی ــــ تاکہ اگر وہاں حالات سازگار ہوں ــــ تو دین اسلام کی اشاعت کے لئے ایک اور سرزمین میسر آجائے۔

تحریک اسلام کی ترویج و اشاعت میں تمام تر مالی پشت پناہی خدیجہؓ کی دولت سے ہوئی جو انہوں نے مکمل اعتماد اور رضامندی کے ساتھ ہم قدم زندگی کے پہلے ہی روز رسول اللہؐ کے قدموں پر نچھاور کردی تھی۔ خدیجہؓ نے لوگوں کے قرض کی بڑی بڑی رقوم اس شرط پر معاف کردیں کہ وہ دین اسلام میں داخل ہو جائیں۔ خدیجہؓ اپنی خوشی اور آمادگی کے ساتھ رسول اللہؐ کے ہمراہ کھڑی اشاعت اسلام کی اس اولین جدوجہد میں ہر طرح سے حصہ دار تھیں۔

رسول اللہؐ کی کامیابی کا ہر دن قریش کی بدبختی بن کر طلوع ہوتا— جیسے جیسے کامیابی کے آثار نظر آتے قریش کی نفرتوں میں اضافہ ہوتا— ان کی ایذا رسانیاں ترقی کرتیں— اور ان کی پست ذہنیتیں نت نئے حربے استعمال کرتیں— لیکن انہیں براہ راست رسول اللہؐ پر وار کرنے کی جرأت نہ ہوتی— رسول اللہؐ کے چچا ابو طالبؓ چٹان بن کر ان کے راستے میں کھڑے ہو جاتے، ان کے باطل ارادوں کے سامنے ڈھال بن جاتے— ان کا ہر وار ان ہی کی جانب پلٹ دیتے— یہ دیکھ کر انہوں نے ایکا کرلیا— نفرتوں کے نقاب پہن کر وہ دشمنی کے ہتھیار اٹھائے رسول اللہؐ کے خلاف صف آرا ہوگئے۔

ایک روز کوئی کنیز دوڑتی ہوئی خدیجہؓ کے پاس آئی اور بدحواسی کے عالم میں گھبرائے ہوئے لہجے میں بولی: "بی بی— کچھ آپ نے سنا—! ان بدبخت قریش والوں نے اب کیا ملی بھگت کی ہے؟"

خدیجہؓ نے دل تھام لیا، ہر آنے والا دن کسی نہ کسی آزمائش کو دامن میں لیکر طلوع ہوتا تھا— نہ جانے آج کیا افتاد آن پڑی

تھی کہ اس کنیز کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا — خدیجہؓ نے اپنی دلی کیفیات اس پر آشکار کئے بغیر تحمل سے پوچھا: "تم اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہو —؟ بیٹھ کر اطمینان سے بات کرو — یہ تو قریش والوں کا معمول ہے کہ وہ دین اسلام کے خلاف کوئی نہ کوئی سازش کرتے ہی رہتے ہیں۔"

"مگر آج تو ابلیس نے انہیں نیا سبق پڑھایا ہے — ان سب نے اکٹھے ہو کر معاہدہ کرلیا ہے اور اس کی شرطیں کعبے میں آویزاں کردی ہیں" —

"یہ کیسا معاہدہ ہے — جس میں مکے کے معزز ترین قبیلے بنو ہاشم کو شامل نہیں کیا گیا؟"

"یہ معاہدہ تو ہے ہی بنو ہاشم کے خلاف — قریش والوں نے بنو ہاشم کے ساتھ سارے تعلق توڑ لئے ہیں۔ اقتصادی اور سماجی مقاطعے کا اعلان کردیا ہے" — کنیز نے تشویش سے بتلایا۔

"کیا وہ اس طرح ہمارے رسول اللہؐ کو تبلیغ اسلام سے باز رکھنا چاہتے ہیں —؟" خدیجہؓ نے ان کے فاسد ارادوں کو

پہچانتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——! اس مرتبہ تو وہ حد سے بڑھ گئے ہیں —— ان کی ماں ان کے ماتم میں بیٹھے —— ان مَردُودوں کا مطالبہ ہے کہ بنو ہاشم خدانخواستہ رسول اللہؐ کی پشت پناہی سے دستکش ہو جائیں اور رسول اللہؐ کو ان کے حوالے کر دیں۔"

"ان کے منہ میں خاک ——! ان کے باطل عزائم کو توڑنے والا پروردگار قادر مطلق ہے —— اور بنو ہاشم میں ابھی اتنی غیرت و حمیت باقی ہے کہ وہ اپنے فخر و امتیاز کی حفاظت اپنی جان کی قیمت پر بھی کریں گے —— کیا شیخ البطحا عم محترم کو بھی اس شیطانی معاہدے کی خبر ہوئی ہے —— ؟ ؟ ؟"

"ہاں —— ہاں! کیوں نہیں —— قریش والوں نے خود اس کی اطلاع سید القریش ابو طالبؑ تک پہنچائی ہے —— انہوں نے تمام بنو ہاشم کو اپنے مکان پر طلب کیا ہے۔" کنیز نے اطلاع دی۔

"اللہ عم محترم کو سلامت رکھے —— ان کے ہوتے ہوئے ہمیں کوئی فکر و تردد نہیں —— تم دیکھنا ——! اللہ کی مدد سے وہ

دشمنوں کے فاسد ارادوں کو کس طرح سے باطل کرتے ہیں۔"
خدیجہؓ نے عزم ویقین کے ساتھ کہا۔

خدیجہؓ کا کہا پورا ہوا— ابوطالبؑ نے ان کا چیلنج قبول کرلیا اور بنو ہاشم کے ہمراہ رسول اللہؐ کو اپنی حفاظت میں لئے ہوئے— اپنی آبائی زمین پر محصور ہوگئے— جو شعب ابی طالبؑ کہلاتا تھا۔ یہ ایک پہاڑی درہ تھا— اسکے دونوں طرف دروازے تھے— جنہیں بند کرلیا گیا—

کفار نے درے کے دونوں جانب پہرے بٹھا دیئے— قریش کے سرکردہ لوگ ہر طرف پھیل گئے— اور عام اعلان کرنے لگے کہ بنو ہاشم کی خفیہ یا اعلانیہ امداد کرنے والے یا ان کے ساتھ کسی طرح کا کوئی لین دین کرنے والے کے جان ومال کی ذمہ داری خود اسی پر ہوگی۔

شعب ابی طالبؑ کے دروازے کیا بند ہوئے بنو ہاشم پر جیسے زندگی اور اس کی آسائشوں کے دروازے بند ہو گئے — اس اچانک افتاد کے سبب خوراک کے خاطر خواہ ذخیرے بھی موجود نہیں تھے — بھوک افلاس اور فاقہ زدگی کے ساتھ خوف و ہراس، تذبذب اور ان دیکھے خطرات کی اعصاب شکن کیفیتیں چاروں جانب سے یلغار کرنے لگیں —

خدیجہؑ کے حوصلوں کی آزمائش ہونے لگی — ہر وقت رسول اللہؐ کی جانب سے دھڑکا لگا رہتا — دشمن کھل کر سامنے آ گئے تھے — اعلانیہ رسول اللہؐ کو حوالے کر دینے کا مطالبہ کرنے

لگے تھے — کسی بھی وقت کوئی خطرہ یا مشکل درپیش آسکتی تھی۔

ہر طلوع ہونے والا دن مشکلوں کے ہجوم میں زیادتی ہی دیکھتا تھا— اور چھا جانے والی تاریک رات سیاہ تفکرات سے آلودہ ہی ہوتی رہتی تھی— رسول اللہؐ کے چچا ابوطالبؑ دشمنوں کی جانب سے کسی شر انگیزی کے اندیشے سے رسول اللہؐ کا بستر تبدیل کرتے رہتے— راتوں کو اٹھ اٹھ کر انہیں دیکھتے اور اپنے بیٹوں علیؑ اور جعفرؓ کے ساتھ ان کا بستر بدلتے رہتے۔ آغاز شب میں جہاں سلاتے آخر شب تک بعض اوقات اس جگہ کو کئی بار تبدیل کرتے۔

خدیجہؑ کی راتیں بھی آنکھوں میں کٹتیں— دھیان رسول اللہؐ میں ہی لگا رہتا— کبھی پیشانی سجدے میں رکھ دیتیں— تو کبھی دعاؤں کی شمعیں جلا جلا کر سیاہ راتوں کو روشن کرتیں— صبح صادق کا اعلان کرنے والا سپیدۂ سحری نمودار ہوتا— تو خدیجہؑ کا دل حمد پروردگار سے لبریز ہو جاتا کہ مصیبت کی ایک اور رات کٹ گئی ہے اور دن کا اجالا نئی امید بن کر چاروں جانب چھا گیا ہے—

ناز و نعم میں پلی ہوئی خدیجہؓ کے لب نہ کسی شکوے سے آشنا ہوئے — نہ ان کی روشن پیشانی پر کوئی بل آیا — وہ بنو ہاشم کے چالیس کے کنبے کے ساتھ فقر و فاقہ کے بنجر دن خوش دلی سے گزارتی رہیں — تنگی اور عسرت کا ایک ایک دن کاٹتے کاٹتے پورا برس جیسے تیسے گزر گیا — خوراک کے محدود ذخیرے بالکل ہی جواب دے گئے — بچوں کیلئے بھوک ناقابل برداشت ہو گئی — ان کی معصومیت فریاد کرتی — تو بھوک سے تپتی آوازیں درے سے باہر جاتیں — تو پہرے پر بیٹھے ہوئے قریش انہیں سن سن کر خوش ہوتے — اور یہ امید لگاتے کہ بنو ہاشم اس فقر و فاقہ سے تنگ آکر جلد ہی ہتھیار ڈال دیں گے اور رسول اللہؐ کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیں گے —

لیکن بنو ہاشم کے حواصلے ہارے ہوئے نہیں تھے — مائیں بچوں کو کسی نہ کسی طرح بہلا لیتیں — وہ طلح کے پتے توڑ کر پکاتیں اور اس ناکافی اور بدمزہ غذا سے پیٹ کی آگ سرد کرنے کی کوشش کرتیں۔

خدیجہؓ کی گود میں ننھی منی فاطمہؓ بھی تھی — اکلوتی بیٹی کے لئے دودھ تو کیا ملتا — اس کی بھوک مٹانے کو معمولی غذا بھی میسر نہیں تھی — خدیجہؓ ممتا کی اس آزمائش سے بھی سرخرو گزریں — انہوں نے لاڈلی بیٹی کی بھوک اپنی آنکھوں سے دیکھی — لیکن کسی اشارے یا رویے سے اس کا اظہار نہیں ہونے دیا — فاطمہؓ کے ساتھ وہ دوسرے بچوں کو بھی اسی پیار سے بہلاتی رہیں — خاندان کی دوسری خواتین کا حوصلہ بڑھاتیں اور ان کے عزم کو پختہ اور تروتازہ کرتی رہیں — انہوں نے اس آزمائش کے وقت میں خاندان کی تمام خواتین کو رسول اللہؐ کی چچی فاطمہؓ بنت اسد کے ساتھ مل کر یکجا و ہم آہنگ رکھا — کسی کے لب پر شکایت نہیں تھی — کسی کے رویے میں تلخی نہیں تھی — کوئی مشکل سے گھبرائی نہیں تھی اور کسی نے بھی مردوں کے لئے کوئی مسئلہ پیدا نہیں کیا تھا — بلکہ ہر انداز اور ہر ادا سے ان کی ڈھارس بندھائی، ان کی ہمت بڑھائی اور انہیں اپنائیت کا احساس دلایا تھا —

رات کو علیؓ بنو ہاشم کے دوسرے جوانوں کو لیکر چھپ کر

نکلتے اور دور دراز علاقوں سے خوراک اور دوسری ضروریات زندگی حاصل کرنے کی کوشش کرتے — لیکن قریش نے اردگرد کے علاقوں میں بھی اتنی دہشت پھیلا رکھی تھی کہ لوگ لین دین کرنے سے ڈرتے تھے — شدید طلب کے اس دور میں اگر کوئی لین دین کرنے پر تیار ہو بھی جاتا — تو بھی معمولی چیزیں دوگنی تگنی قیمت پر دستیاب ہوتیں — تجارت اور کاروبار ختم ہو جانے کی وجہ سے آمدنی کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہا تھا — ملیکۃ العرب خدیجہؓ کے خزانے اس دور کی سختیوں کو سہل بنانے میں مددگار ہونے لگے — لیکن خدیجہؓ کی روشن جبیں پر شکن تک نہیں آئی — وہ فراخدلی سے ان مشکل لمحوں میں آسانیاں پیدا کرنے کے لئے کوشاں رہیں — سختیوں سے بھرا ہوا ہر دن گزرے ہوئے دن پر بھاری تھا — ہر روز مشکلات اور اذیتوں میں اضافہ ہی ہوتا تھا — لیکن بنو ہاشم ان سب مشکلوں اور مخالفتوں کے مقابل ایسی سیسہ پلائی ہوئی دیوار تھے — جس میں کوئی دراڑ نہیں تھی۔

رسول اللہؐ کی جانب سے فکر و تردد، فاقوں کی سختی اور

مشکلات نے خدیجہؓ کے دلآویز چہرے کو زرد کردیا— دن پر دن گزرے اور سختیوں کا یہ موسم تین سال پر محیط ہوگیا— مسلسل پریشانی اور اعصاب شکن حالات نے خدیجہؓ کی صحت کو چاٹ لیا— ان کی طبیعت گری گری سی رہنے لگی— لیکن انہوں نے کسی پر اپنی پریشانیوں کو ظاہر نہیں کیا اور ہر آن رسول اللہؐ کو شریک زندگی ہونے کا احساس دلاتی رہیں— انہوں نے کبھی اشارۃً بھی اپنی صحت کی خرابی کا کسی سے کوئی تذکرہ نہیں کیا— اپنی حالت کو چھپا کر وہ دوسروں کی فکر کرتی رہیں۔

عذاب کے یہ تین سال تین صدیوں کی مانند گزر رہے
تھے کہ ایک روز کوئی کنیز امید سے دمکتا چہرہ لیکر خدیجہؑ کی خدمت
میں آئی — "بی بی —! کچھ آپ کو علم ہوا کہ سید القریش ابو طالبؑ
خیر سے قریش والوں کے ساتھ معاملہ کرنے گئے ہیں — اللہ
انہیں کامیاب واپس لائے اور مشرکوں کے ارادے باطل ہوں۔"

خدیجہؑ مسکرائیں: "ہاں — ! میں اس خبر کو جانتی ہوں —
جو وحی الٰہی کے ذریعے ہمارے رسول اللہؐ تک پہنچی ہے — انہوں
نے ہی عم محترم کو اس سے آگاہ کیا ہے کہ قریش والوں کے اس
باطل معاہدے کو جو انہوں نے بنو ہاشم کے خلاف لکھ کر سر بہ مہر

کر کے خانہء کعبہ میں آویزاں کر رکھا ہے وہ سب کا سب دیمک کی غذا بن گیا ہے— سوائے لفظ "اللہ" کے— بے شک وہ اپنے بابرکت نام کی حفاظت کرنے والا ہے اور اس کا رسولؐ صادق القول اور امین ہے۔"

"مجھے تو ان کوتاہ بین اور بدنہاد لوگوں کی طرف سے فکر لگی ہوئی ہے— نہ جانے وہ شیخ بطحا بیضۃ البلد ابوطالبؑ سے کس طرح معاملات طے کرتے ہیں — اللہ ہم سب کو ان کی شرانگیزیوں سے محفوظ رکھے— سردار ابوطالبؑ کو سلامتی کے ساتھ واپس لائے۔" کنیز نے متفکر لہجے میں کہا۔

عم محترم معاملہ فہمی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے — وہ سیدالقریش ہیں— ان مشرکوں کی کیا ہمت کہ ان سے آنکھ اٹھا کر بات کرسکیں — وہ انشاء اللہ ہمارے لئے اچھی خبر لے کر آئیں گے۔" لفظ ابھی خدیجہؑ کے لبوں پر ہی تھے کہ درے میں دھوم مچ گئی۔

ابوطالبؑ قریش مکہ کے ساتھ بات چیت کے بعد واپس

آگئے تھے۔ سب ہی اس طرف لپکے کہ حالات سے آگاہی حاصل ہو — ابوطالبؑ کے روشن چہرے پر فتح مندی کی چمک تھی — انہوں نے بردباری سے بیتاب آنکھوں اور منتظر سماعتوں کو مخاطب کیا: "اللہ نے ان کے چہروں پر شکست کی کالک مل دی ہے — قدرت خداوندی نے انہیں ندامتوں میں ڈبو دیا ہے — ہم نے جب انہیں بتایا کہ ہمارے بھتیجے نے خبر دی ہے کہ ان کی وہ باطل دستاویز دیمک نے چاٹ لی ہے — صرف اس میں اللہ کا نام ہی باقی ہے — جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے — تو انہوں نے مہر توڑی — سوائے اسم "اللہ" کے ان کی دستاویز خاک ہو چکی تھی" —

ان کے سر ندامت سے جھکنے لگے — تو ہم نے پکار کر کہا: "بے شک ہمارے بھتیجے محمدؐ نے درست خبر دی ہے — اور یہ ثابت ہو گیا ہے کہ وہ سچا ہے — اب تم لوگوں سے مقاطعہ ہونا چاہئے — آخر تم لوگ ہمیں کس جرم کی پاداش میں محصور رکھے ہوئے ہو — ہوش میں آجاؤ اور اللہ سے ڈرو اور یاد رکھو کہ جب تک ایک ہاشمی بھی زندہ ہے — محمدؐ کو تمہارے حوالے نہیں کیا

جائے گا — جب تک میرے دم میں دم ہے — تمہارے باطل ارادے محمدؐ کو چھو بھی نہیں سکتے"۔

"ان میں پھوٹ پڑگئی ہے — وہ بحث و تکرار میں الجھے ہوئے ہیں — اب ان کا یہ اتحاد زیادہ دیر قائم نہیں رہ سکتا"۔
ابوطالبؑ ابھی اپنی بات مکمل نہیں کرپائے تھے کہ درے کے دروازے پر قریش والوں کی پکار سنائی دینے لگی :

"اے بنو ہاشم —! بس اب اس معاہدے کو ختم سمجھو اور چل کر آزادانہ اپنے اپنے گھروں میں رہو — جس طرح معاہدے کی شرائط کو دیمک نے چاٹ لیا ہے، اسی طرح ہم نے بھی اس معاہدے سے ہاتھ اٹھالیا ہے"۔

شعب ابی طالبؑ میں تین سال سے محصور فاقہ زدہ بنو ہاشم کو فتح مندی کی اس خبر نے نئی زندگی دے دی — ہر طرف خوشی کی لہر دوڑ گئی — ابوطالبؑ نے رسول اللہؐ کو گلے سے لگا لیا — اور محبت سے چھلکتے ہوئے لہجے میں بولے : "میرے روشن

چہرہ بیٹے—! تو نے غلط بات کبھی کہی ہی نہیں— تیری صداقت نے اس ظالمانہ محاصرے کے بند توڑ دیئے ہیں— بلاشبہ تو بچپن سے ہی صادق و صدیق ہے۔"

خدیجہؓ کا دل اطمینان سے بھر گیا— وہ سجدہ شکر میں جھک گئیں— ننھی فاطمہؓ کو گود میں لئے ہوئے وہ بنو ہاشم کے ساتھ فتح و فیروز مندی کے ساتھ اپنے گھر کی جنت میں پھر چلی آئیں—

شعب ابی طالبؑ میں مقاطعے کی سختیوں کے تسلسل اور قوت برداشت کے امتحان نے خدیجہؑ کو نیم جان کر دیا — ان کی طبیعت خراب رہنے لگی — لیکن وہ اپنی تکلیف کے احساس کو بھلا کر کبھی ننھی منی چھ سالہ فاطمہؑ کی طرف دیکھتیں اور کبھی محبوب شوہر کی تنہائی کا خیال آتا — ان کی سختیوں، مشکلوں اور مخالفتوں کا احساس پریشان کر دیتا — جن میں وہ اپنے پورے جذبوں کے ساتھ شریک رہتی تھیں — تو ان کے دل کو اطمینان اور روح کو سکون ملتا تھا۔

وہ رسول اللہؐ کی جدوجہد میں بہ دل و جان شریک رہنا

چاہتی تھیں — لیکن مشیت ایزدی کا تقاضا کچھ اور تھا — جس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ہی بندگی کی شان تھی۔ وہ زندگی کی تقریباً ترپن بہاریں دیکھ چکی تھیں — آنے والی مفارقت دائمی کا اندازہ قرائین سے ہو رہا تھا — کچھ سوچ کر انہوں نے فاطمہؑ کو قریب بلایا — جو اس چھوٹی سی عمر میں بڑوں کی مانند دانش مند اور بردبار تھیں۔ چند لمحے بیٹی کے نورانی چہرے کی جانب حسرت سے دیکھتی رہیں — چاند سی پیشانی پر بوسہ دیا اور ممتا بھرے لہجے میں بولیں:

"جان مادر —! تم رسول اللہؐ کی بیٹی ہو — تم عام لڑکیوں سے مختلف برتر اور ممتاز ہو — تمہارے بابا رسول اللہؐ نے مجھے تمہارے مقام اور شرف سے آگاہ کیا ہے — مجھے فخر ہے کہ میری بیٹی خاتون جنت اور تمام جہان کی عورتوں کی سردار ہے" —

"دیکھو بیٹی —! میں اب جو بات تم سے کہنے والی ہوں — اسے حوصلے سے سننا اور اسے اسی طرح اپنے باباؐ تک پہنچا

دینا — میری جان تمہیں اپنے دل کو مضبوط بنانا ہے اور حالات کو وقار و سربلندی سے جھیلنا ہے"—

"مادر گرامی —! میں آپ کی بیٹی ہوں — آپ کا ایثار اور جرأت مندی مجھے ورثے میں ملی ہے — آپ فرمایئے میں آپ کا پیام بابا جانؐ تک ضرور پہنچاؤں گی" — فاطمہؑ نے مودب لہجے میں جواب دیا۔

"بیٹی —! ہر ذی روح کو ایک نہ ایک دن موت کا مزہ چکھنا اور داعئی اجل کو لبیک کہنا ہے — لیکن اس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا کہ وہ کب اور کس وقت دروازے پر دستک دے دے — اسی لئے اللہ تعالیٰ نے وصیت کرنے کا حکم دیا ہے" —

"بیٹی —! تم اسے میری وصیت سمجھو — اور اپنے بابا رسول اللہؐ تک میری یہ التجا پہنچا دو — کہ وہ مجھے اپنی چادر کا کفن دیں — وہ چادر جو بوقت نزول وحی ان کے دوش مبارک پر تھی — میں رسول اللہؐ کی رحمت و برکت میں ملبوس رہنا چاہتی

ہوں — اور ان کی خیر و برکت سے اپنی تربت کو روشن رکھنا چاہتی ہوں — اپنے باباؐ سے کہنا کہ وہ میری عقیدتوں کو اکرام عطا کریں اور مجھے اس شرف سے مشرف فرمادیں" — خدیجہؑ کا لہجہ بھیگ گیا —

فاطمہؑ کی دلکش آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں — لیکن انہوں نے صبر اور حوصلے سے ان آنسوؤں کو بہہ جانے سے روک لیا اور تعظیم و محبت سے سر جھکا کر بولیں :

"مادر گرامی آپ خاطر جمع رکھیں، میں آپ کا پیام بابا جانؐ تک ضرور پہنچادوں گی" —

رسول اللہؐ نے سنا — تو اداسیوں میں گھر گئے — لیکن بیٹی کے نازک دل کے خیال سے اپنا غم ظاہر کئے بغیر اپنی چادر فاطمہؑ کو دیتے ہوئے بولے :

"جان پدر —: یہ لو میری چادر اور ابھی جاکر اپنی ماں کو دیدو تاکہ اس کا دل مطمئن ہو جائے" —

فاطمہؑ چادر لے کر خدیجہؑ کے پاس چلی گئیں — تو امین

وحی جبرئیل امینؑ اترے اور رسول اللہؐ تک پیام الٰہی پہنچایا:

"اے محبوب کبریا— ! اللہ بعد از سلام فرماتا ہے کہ خدیجہؑ نے جو کچھ اس کے پاس تھا— میری راہ میں قربان کردیا— اب میں خود اسے لبادۂ کرم سے نوازوں گا— خدیجہؑ کے لئے بہشت سے پاک و پاکیزہ کفن مہیا کیا جائے گا"—

رسول اللہؐ کے بے چین دل کو تسکین ہوئی— انہوں نے خالق کائنات کے اس لطف عمیم سے خدیجہؑ کو آگاہ کیا— تو ان کا دل بھی بڑھ گیا— دونوں کے لئے معبود حقیقی کی رضا میں راضی رہنا ہی تسکین خاطر کا سبب تھا— دونوں نے مفارقت دائمی کو پورے وقار اور صبر و رضا سے جھیل لیا— خدیجہؑ، رسول اللہؐ کی رحمت میں لپٹیں بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوگئیں— اور اپنے پیچھے مفارقت کی کڑی دھوپ چھوڑ گئیں— فاطمہؑ غم و اندوہ میں ڈوبی رسول اللہؐ کے سینے سے لگ گئیں اور آنسوؤں اور ہچکیوں کے

درمیان بولیں: "بابا جانؐ ــــ! کہاں ہیں میری مادر گرامی ــــ!!!
مجھے بتایئے میں ان کے بغیر کیسے رہوں گی؟"
رسول اللہؐ نے معصوم بیٹی کے آنسو اپنی ردا مبارک میں
جذب کر لئے اور رندھے ہوئے لہجے میں گویا ہوئے:

"بیٹی ــــ! صبر و ــــ ہم اللہ کے فیصلے پر
راضی ہیں۔
تمہاری ماں بہشت کے ایک ایسے محل
میں ہے جہاں تکلیف اور پریشانی کا شائبہ تک
نہیں ــــ
یہ محل موتیوں اور یاقوت سے بنا ہے ــــ
مریمؑ مادر عیسیٰؑ اور آسیہؑ زوجہء فرعون
کے محلوں کے درمیان واقع ہے" ــــ
پھر سچے لفظوں میں بولے:
"بخدا ــــ! خدیجہؑ سے بہتر کوئی
نہیں ــــ

جب لوگوں نے میرا انکار کیا تھا — تو
وہ مجھ پر ایمان لائیں —
جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو انہوں
نے میری تصدیق کی —
انہوں نے اپنے مال سے میری اس
وقت مدد کی جب لوگوں نے مجھے مدد سے محروم
کر دیا تھا —
اور اپنی تمام دولت اشاعت دین کے
لئے وقف کر دی —
ان کے ذریعے ہی مجھے تم جیسی برگزیدہ
اور سیدۃ النساء العالمین بیٹی عطا ہوئی" —

کتابیات

اسوۃ الرسولؐ ——————— مولانا اولاد حیدر فوق بلگرامی

بحار الانوار ——————— علامہ محمد باقر مجلسیؒ

تاریخ اسلام ——————— مولانا محمد بشیر انصاری

تاریخ اسلام ——————— مولانا سید علی نقی النقوی

تاریخ اسلام ——————— مولانا نجم الحسن کراروی

تفسیر نمونہ ——————— ناصر مکارم شیرازی

رحمۃ اللعالمینؐ ——————— حافظ سلیمان منصور پوری

سیرت النبیؐ ——————— مولانا شبلی نعمانی

شواہد النبوۃ ——————— مولانا جامی

ملیکۃ العرب ——————— مولانا سید کرار حسین

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ھیں

مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ھیں.
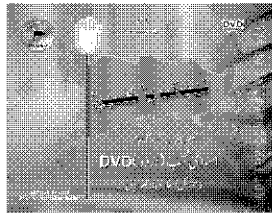
منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدرآباد پاکستان